عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم رواه البخاری

الیس قول بکافیٔ عبده حضرت اسلام احمد | مسیح وقت مهدی هم مجدد بر سر این صد

[illegible]

اعلام الناس

من ادرک منکم عیسیٰ ابن مریم فلیقرأه منی السلام

حصہ اول

[illegible]

سلامی از رسول الله بر آن مسیحا | شده حاضر رسانم تا شود حاصل ثنایم

رجل آدم کاحسن ما انت راء من ادم الرجال تضرب لمته بین منکبیه رجل الشعر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی نبیہ الکریم اما بعد یہ بندہ سرافگندہ ناقص الاعمال
سید محمد احسن امروہوی نزیل بھوپال بخدمت فیضدرجت علماے ذوی الالباب
عرض کرتا ہے کہ وجود حضرت مرزا صاحب قادیانی کا ایسے زمانہ کثرت شہوات و
شبہات مین ایک نعمت الٰہیہ اور رحمت غیر مترقبہ ہے سب اہل اسلام کو لازم ہے
کہ اس نعمت کی ناشکری نکرین ؎ شکر نعمت نعمتت افزون کند * کفر نعمت
از کفت بیرون کند۔ قال اللہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم الایۃ ادھر تو
...قیصر اونکے وجود باجود سے زلزلے مین آگیا ہے اُدھر فیضان علوم خداوندی
...قان با ایمان کو جلوے دکھارہا ہے تائید قرآن مجید کیواسطے پے درپے
...ہام آرہا ہے جلوہ مسیحائی تمام عالم مین فیض روح القدس کا پونچارہا ہی ؎
فیض روح القدس ار باز مدد فرماید * دیگران ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم اید حسان بروح القدس اللھم

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ
وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔ آمین اتباع کتاب و سنت جان و دل سے زیادہ اونکو مدنظر ہے
الہامات و کرامات اسیدکا تو نتیجہ اور اثر ہے تجدید دین و ایمان کے واسطے ہر وقت
کمربستہ رہتے ہین بنا ٔعلی ہذا قادیان سے چشمہای علوم و معارف ایک عالم مین
بہتے ہین وَلِلّٰهِ دَرُّهٗ مَا اَقْدَسَ طَعَامَ الْقَادِيَانِ فِيْهَا قُدْوَةٌ لِيُقْتَدِيَ بِهٖ
الْاِنْسُ وَالْجَانُ اَيُّهَا النَّاسُ شَمَسْتُ قَدْ اَتٰى قَدِيْرُ الْقَادِيَانِيِّ وَاللّٰهِ فِيْهِ النَّفَحَاتُ الرَّحْمَانِيَّۃ
اُدْعُوْا مِنَ اللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ قَادِيَانِيَّهٗ وَمُقْتَدِيًا بِطَرِيْقَةِ الْقَوِيْمِ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ
مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یہ دعویٰ میرا بلا بینہ نہین بلکہ براہین احمدیہ سے
ثابت و ظاہر ہے اگر کسی کی آنکھون مین کچھ فتور ہو تو کحل الجواہر بھی حاضر ہے
بحمد اللہ کہ این کحل الجواہر شما از کوہ صواب و صدق ظاہر با وجودیکہ اوسکے
رد کیواسطے اشتہار ہے اور پانسو روپیہ انعام دینے کا اصرار ہے مگر ابتک
کہ قریب ساڑھے چار برس کے مدت انقضا مقرون ہے جانب مخالفین سے
صدای برنخاست کا مضمون ہے جو نزاع بین المتکلمین و المحدثین دربارہ صفات آپس
مدت سے چلی آتی تھی حضرت مجدد الوقت نے کتاب براہین احمدیہ مین کس
حسن اسلوب سے عام فہم طریقہ پر متکلمین کی ڈسمس کرکے محدثین کو ڈگری دیدی
کہ کسیکو خبر ہی نہوئی ذرہ براہین کو تو دیکھو ؎ ذوق این حق شناسی نخدا تا نچشی
"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تمام اخبار کو بار بار بذریعہ اشتہار و
اخبار بنا بر مقابلہ یا قبول اسلام بلایا جاتا ہے مگر وے مصداق فَبُهِتَ الَّذِيْ
کَفَرَ کے ہو کر مصداق صُمٌّ بُكْمٌ ہین اور مبغوض و ممقوت رہبان نصاری مثلک

ہاروت وماروت کے چاہ سکوت میں مدہوش ہیں اور مبہوت بیچارے ہنود و دیانند صاحب کو ذرا دیا نہیں آئی کہ تار و پود ہدایت کا توڑ تاڑ کر کے اپنے جگ سے کے بھاگ گئے نیا فرقہ برہمو و آریہ کا درہم برہم ہوگیا یہانتک کہ کنارے دوزخ کے لگ گئے مشرکین اور تمام مجوس اپنی اپنی مذاہب کی حقیقت سے سب ہی تو ہوگئے مایوس اگر یہودی پریشان ہین تو دہری سخت حیران حضرت مدظلہ کے مقابلے مین پادری کا کیا حال بیان کرون کہ وہ تو خود پادری صاحب ہی ہے فرقہ یہود جبتک کہ اپنے مسلک بیہودہ سے باز نہ آویگا بہبود کو نہ پہنچے گا غرضکہ تمام مخالفین اسلام حضرت مدظلہ کے اس الہام براہین سے فرار ہوگئے اور ہار گئے اور جو لوگ حضرت کی کشتی نوح مین سوار ہوگئے وہ عنقریب انشاء اللہ تعالی اس طوفان ضلالت سے نکل کر پار ہوگئے - یہ ترجمہ بعض اون اشعار کا ہے جسکو شحنۂ ہند نے لطف قصیدہ از تصنیف مولوی محمد یحیی صاحب کشمیری رفیق شاگرد مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب پرچہ نمبر ۴۵ جلد ۱۴ مطبوعہ یکم دسمبر سنہ ۱۸۸۸ عیسوی مین لکھا ہے - وہو ہذا -

قصیدہ

بشارت ای مسلمانان کہ قصر کفر ویران شد
امام قادیانی میرزا یعنی غلام احمد
مسیحا اشتہار در کمال فیض رحمانی
نشان آسمانی شاہد او کاندرین دعوی
اگر بست از پئے تجدید ایمان آن مجدد چون
زمان از دعوی عز شہ ہندی کہ از کس نبی باشد

چو فیضان خداوندی طرب انگیز انسان شد
زحق مامور و ملہم از پئے تائید قرآن شد
محمد را تبیع و خادم دین از دل و جان شد
بالہام و کرامات مدد از فیض رحمان شد
زمانہ از نزول رحمت حق بحر فیضان شد
قلیل اکنون بیانش کہ از آنکش بنیان شد

صفات کاملہ ثابت بقرآن کردی چون ا / درین مصحف مبرا از ہر عیب و نقصان شد
نہ در احبار و رہبان ماند نامی از ربوبیت / الوہیت برون از ربقۂ اوتار بھگوان شد
کہ برہمون خورد بہ ہم ہم ریاضی آریہ درہم / مجوس و مشرک و بیدی چہ دہری سخت حیران شد
نہ طاقت پادری کو در آرد پا درین محفل / یہودی انہ از بیہودگی بیہودی جان شد
الا ای دشمن دین گر کنی رد بر الہامش / کہ از لاک و بیہ عنصر ستھا و ہا کیسن ہیوم آن شد
گرت طاقت نباشد خلعت اسلام در کن / مسلمان شو مسلمان شو چو قایم بر تو برہان شد
ہمین عقبا ناقص منکر الہام حق باشد / کہ الہام از عنایات الٰہی عین احسان شد
الا ای بیدی دانا ثمر از بید می جوئی / امید میوہ از وے می نماید ہر کہ نادان شد
بہ تثلیث و بکفارہ مشو مغرور این دنیا / بکن ترک تعصب کاین تعصب کار شیطان شد
بیا ای طالب ایمان بدہ از دست این دولت / کہ انکار از فیوضات الٰہی بعد و حرمان شد
برو از صدق دل از وی تسلی کن تشفی جو / بیاید خوان فیضان خدا آنجا کہ مہمان شد
اگر از فارسی نام و نشان جوئی کدام است آن / کہ از خیر البشر تذکیر او درج صحیحان شد
ہمین است این غلام احمد کہ دین آمد و دنیا / اگر باشد ثریا اتصال او بدوران شد

رشیقی را تمنائے زیارت بود بسے غایت
بحمد اللہ بدیدار مبارک شاد و فرحان شد

مولوی محمد حسین صاحب اشاعة السنة نے اوس وقت مین کہ بسبب رفع کسیقدر حجاب کے نور معارفت حضرت مرزا صاحب کو کچھ دیکھ لیا تھا اپنے رسالے مین لکھتے ہین - ای خدا اپنے طالبون کے رہنما اونپر اونکی ذات سے اونکے مان باپ سے تمام جہان کی شفقتون سے زیادہ رحم فرما تو اس کتاب کی محبت لوگون کے دلون مین ڈالدے

امداد و تکلیم و برکات سے اونکو مالامال کرے اور کسی اپنے صالح بندے کے طفیل سے اس خاکسار شرمسار گنہگار کو بھی اپنے فیوض و انعامات اور اس کتاب کے خصوصیات سے فیضیاب کرے آمین وَلِلْاَرْضِ مِنْ کَاسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٌ انتہی بلفظہ دوسری جگہ اوسی جلد مین بصفحہ ۱۶۹ لکھتے ہین ہماری راے مین یہ کتاب اس زمانے مین اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جسکی نظیر آجتک اسلام مین تالیف نہین ہوئی اور آئندہ کی خبر نہین لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا اور اسکا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت مین ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانون مین بہت ہی کم پائی گئی ہے انتہی بلفظہ اور صفحہ ۔ مین فرماتے ہین اگر ہماری (یعنی مخالفین مرزا صاحب) انصاف سے کام لینگے اور اس بات کو کہ مولف براہین احمدیہ انگریزی کا ایک حرف نہین جانتا۔ اے۔ بی۔ سی کی صورت تک نہین پہچانتا متواتر شہادت سے محقق کرینگے اور ان الہامات کے مضامین مشتمل اخبار غیبیہ کو (جنپر کوئی بشر بذات خود قادر نہین) انصاف کی نظر سے دیکھینگے تو انصاف اونکو الہامات کے تسلیم پر مجبور کریگا انتہی بلفظہ۔ جو جو ثنا مولوی محمد حسین صاحب نے کتاب براہین احمدیہ اور جناب مرزا صاحب کی اپنے رسائل اشاعۃ السنہ مین در جلد ہفتم لکھی ہے اوسکو ناظرین بصفحات ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۹۳ و ۲۱۷ و ۲۸۲ و ۲۸۴ و ۲۸۶ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۱ و ۳۴۳ ملاحظہ فرماوین اگرچہ مولوی محمد حسین صاحب جو میرے ایک بڑے پیارے محب مکرم ہین ایک مدت سے بسبب انواع انواع حجب کے محجوب ہوکر مرزا صاحب کے منکر اور مکذب ہوگئے ہین مگر تبلیغ یہ عبارات اونکے رسالہ کی اس واسطے نقل کی

ہین کہ مرزا صاحب کو ایک الہام یہ بھی ہوا تھا کہ جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم
چنانچہ براہین احمدیہ مین یہ الہام بشرح و تفسیر مندرج ہی جسکا ماحصل ہی کہ بعضے لوگ
میری تصدیق کرکے بعد تصدیق بھی منکر ہو جاوینگے مین کہتا ہون کہ اسکے پورے
پورے مصداق بسبب عظمت شان اپنی کے مولوی صاحب ہی ہین پس اس
انکار الہام سے بھی ملہم ہونا حضرت مرزا صاحب کا ثابت ہوگیا۔ واضح ہو کہ جب سے
مولوی محمد حسین صاحب نے مرزا صاحب کی تکذیب شروع کی ہے بعد اوس تصدیق
کے جو نقل کی گئی تب سے مولوی صاحب ممدوح کا وہ مرتبہ مقبولیت جو تمام اہل حدیث
کے دلون مین تھا وہ اب نہین رہا بلکہ اکثر لوگ اونکو نیچریت کی طرف منسوب کرنے
لگے ہین اور محبت دنیا او ربسبب اوسکے ملاقات دوستانہ حکام انگریزی سے اونکی
بڑھ گئی ہے حب الدنیا راس کل خطیئۃ اللہ اکبر ایک زمانہ تو وہ تھا
کہ جب احقر ہمراہ رسالہ گورنر جنرل ہند کے بمقام لاہور گیا تھا اور مولوی صاحب سے
ملاقات ہوئی تب مولوی صاحب نے بوجہ ایک امر دینی کے جو اوسوقت اللہ تعالی
نے میرے ہاتھ سے صادر کرایا تھا بہت سی مدارات میری فرمائی اور دعوت بھی کی
مینے بھی چاہا کہ مولوی صاحب کی دعوت کرون اور رسالہ فوج مین لیجاؤن مجھکو خوب
یاد ہے کہ مولوی صاحب نے یہ عذر کیا تھا کہ مین شان و شوکت کفار نصاری کی دیکھنا
بہت مکروہ رکھتا ہون اور نہایت درجہ اس سے مجھکو کراہت ہے بدین وجہ وہان
جانے اور قبول دعوت سے معذور ہون اب ایک حال یہ ہے کہ مولوی صاحب ہین اور
ہمیشہ شملہ پہاڑ کے سپاٹے لگائے جاتے ہین اور مولوی صاحب ہین اور حکام ہین
اور صاحبان عالیشان ہین اگرچہ اسوقت مین بھی مولوی صاحب نے ہمارا ایک [illegible]

انجام دیا ہے جو متعلق حکام تھا اور ہم مولوی صاحب کے بڑے مشکور ہین مگر شکر
دنیوی ہے نہ شکر دینی مِن حیث الدین تو مولوی صاحب کے حال پر ہم اِنَّا لِلّٰہِ وَ
اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھتے ہین لِلّٰہِ دَرُّ مَنْ قَالَ ؎ اول مرد خدا نا مد بدر وہ
ہیچ قومی را خدا رسوا نکرد ۔ صَدَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ اٰذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ
بِالْحَرْبِ الحاصل اور بھی بہت سے علما و فضلا مرزا صاحب کی ولایت اور محدث
ہونے اور ملہم ہونے کی تصدیق فرماتے ہین بلکہ اونکے فیضان سے مستفید و مستفیض
ہوتے ہین اگر ان سب کا کلام نقل کرون تو ایک دفتر طویل ہو جاوے ان دو
صاحبون کا کلام اسواسطے نقل کیا گیا کہ یہ دونون تلامذہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب
مدظلہ العالی کے ہین جو درین زمانہ علوم ظاہر دینیہ مین ہمارے مقتدا ہین آپ علیہ
بخدمت اُن علما اور فضلا کے جو مرزا صاحب کے مکذب ہین اور اونکے وجوہ
اسباب اضلال سے جانتے ہین بلکہ نوبت باین رسید کہ الحاد و زندقہ کی طرف منسوب
کرتے ہین یہ استفسار کرتا ہے کہ مرزا صاحب مین وہ کونسا امر الحاد و زندقہ کا ہے
بیان تو کیا جاوے ۔ اگر کوئی صاحب کہین کہ انہون اُنہون نے دعوی عیسیٰ ہونیکا
کیا ہے اور جو آیتین اور حدیثین عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ مین وارد ہین انکا مصداق
اپنی ذات کو قرار دیا ہے قطع نظر اون دعاوی کے جو سابق مین اونسے صادر ہوے
تھے یہ ایک ایسا بڑا دعوی ہے کہ مصداق ہے کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاہِہِمْ
کا اسوجہ سے ہم اونکو ملحد جانتے ہین چنانچہ آجکل میان عبدالحق صاحب غزنوی کن حال
حال امرتسر مُنکر مرزا صاحب نے ایک اشتہار مباہلہ بھی دیا ہے اور مرزا صاحب
کو واسطے مباہلہ کے طلب کیا ہے تو اوسکی نسبت یہ ہیچمدان گذارش کرتا ہے کہ

فی الحقیقت مرزا صاحب نے یہ دعوی کیا ہے مینے بھی دو رسائل فتح اسلام و توضیح مرام
بنظر سرسری دیکھے جو مولوی محمد بشیر صاحب مدظلہ کے پاس کشمیر سے آئے تھے اور بتاریخ
بست و یکم رجب ۱۳۰۸ھ اشتہار مباہلہ از جانب عبدالحق صاحب دیکھا منشی جمال الدین
صاحب ڈاکٹر بتاریخ مذکور رجب بھوپال مین تشریف لائے اور غریب خانہ احقر پر واسطے
ملاقات کے رونق افروز ہوسے تو وہ اشتہار مجھکو دکھلایا مگر نہ تو مینے اُن رسائل
مین کوئی امر ایسا مخالف کتاب و سنت پایا جس سے تمام کارروائیان دینی اور رسائل
جمیلہ تائید دین متین مرزا صاحب کی حبط ہوجاوین اور نہ اشتہار مباہلہ مین میان
عبدالحق صاحب نے کوئی ایسی بات مرزا صاحب کی نسبت بدلائل ثابت کی جس سے
مدعا مخالفین ثابت ہو ہان البتہ عبدالحق صاحب نے اپنی طرف سے اور اپنے
خیال سے نہ دلائل سے اسکا ادعا ضرور کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالحق صاحب
کو فقہ و حدیث مین کچھہ دخل نہین ہے چنانچہ مختصر طور پر اونکے اشتہار مباہلہ کا جواب
با صواب لکھا جاتا ہے اور انشاء اللہ تعالی یہ ثابت کیا جاویگا کہ میان عبدالحق صاحب
کو فقہ و حدیث مین کچھہ دخل نہین ہے۔ دعا۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا
وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ؎ الہی پر تو نور یقین دہ شمع
جانم را ٭ بشو از حرف باطل پاک قلم لوح زبانم را **قولہ** مباہلہ ایک قسم کی قسم ہے
اور یہ بھی ایک صورت فیصلہ کی ہے کہ دونون طرف اپنی جان سے اور اولاد سے
حاضر ہون اور دعا کرین کہ جو کوئی ہم مین جھوٹا ہے اوسپر لعنت اور عذاب پڑے
تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ
فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ اندنون مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور

وارثع پنجاب نے دعوی عیسیٰ ہونے کا کیا ہے اور جو آیتین اور حدیثین عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ مین وارد ہین انکا مصداق اپنی ذات کو قرار دیا ہے **اوّل** ابھی تک مجھکو یہ نہین معلوم کہ حضرت مرزا صاحب نے اس درخواست مباہلہ کا کیا جواب دیا ہے دو حال سے خالی نہین یا تو بشرائط مفید طرفین مباہلہ کرنا منظور فرماوینگے یا اسوجہ سے (کہ میان عبدالحق کچھ ایسے اکابر اور مشاہیر ہین سے نہین ہین جن سے مباہلہ کرنے مین اتمام اور نفع عام ہو پہنچے) منظور نفرماوینگے کیونکہ یہ ایک عظیم الشان امر ہے اور بڑے بڑے لوگون کو اسمین ابتلاء ہے لہذا جانب مخالف مین کوئی بہت بڑا شخص ہونا چاہیے جیسے مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب تاکہ اسکی غالبی اور مغلوبی کا اثر تمام اہل اسلام کو پہونچے اور اگر یہ بھی نہین تو یہ ہونا چاہیے کہ تمام اراکین اہل اسلام خواہ باعتبار دین خواہ باعتبار دنیا کل بلاد کے نہسہی ایک ہندوستان کی ہی سہی اپنے اپنے دستخط اس اقرار سے کردیوین کہ بصورت غالبی مرزا صاحب کے ہم سب دعوی مرزا صاحب کو قبول وتصدیق کرلیوینگے علی ہذا القیاس معتقدین مرزا صاحب یہ اقرار کرین کہ بصورت مغلوبی مرزا صاحب کے ہم مرزا صاحب کو اس دعوے خاص مین مدعی بدعوی خلاف نفس الامر ومخالف حدیث جانین گے تو البتہ یہ صورت نفع عام کی ہی ورنہ مرزا صاحب بمقابلہ ہر ایک شخص ادنی واعلی کے کہانتک مباہلے کرتے پھر ینگے اور اگر کرتے بھی پھرے تو پھر ایسے مباہلون کا ثمرہ مفید عام اور نتیجہ بہا اور نفع تمام کیا ہوا کہ جسکا اثر اب ملک ہند پر بھی نہ پڑیگا اور وہی اختلاف ونزاع باقی رہیگا اور یہ بھی اشتہار دیا جاوے کہ جن جن صاحبون کو فرصت اور مہلت ہوسکے سب مقام مباہلہ مین حاضر بھی ہون اور شریک جلسہ رہکر دعا وزاری بجناب باری

واسطے ظہور حق کے کرین۔ پھر اسپر بھی یہ عرض ہے کہ جن جن احادیث کے مصداق
مرزا صاحب کو ہم ابھی تک نہین جانتے درصورت غالبی مرزا صاحب کے اون احادیث
کا مصداق ہونا اس مباہلے سے ہمارے دلون مین کیونکر بیٹھے گا جبتک کہ مرزا صاحب
اُن احادیث کا مصداق ہونا بتاویل صحیح موافق قواعد عربیہ یا بقاعدہ تعبیر بعضہ بعضا
کے ہمکو نہ سمجھا دیوین یا اللہ تعالی جو قادر علی کل شی ہے مرزا صاحب کو اوسکا مصداق نہ کردیو
کیونکہ اوسکو قدرت ہے کہ ایک دن یا ایک رات مین ایسی اصلاح کردیوے
کہ پھر کوئی امر اونکی عیسویت مین باقی ہی نرہے یہ حال تو ہے اُس مباہلہ کا جو میان
عبدالحق صاحب نے بلا سوچے انجام کار کے اور بغیر تدبیر کے جو اقرب امور مین اشتہار
مباہلہ دیدیا ہے مجھکو امید ہے کہ ہر عاقل منصف میرے اس خیال سے موافق ہوگا
چنانچہ مولوی محمد بشیر صاحب کی خدمت مین مینے یہ تقریر عرض کی اونہون نے تسلیم
فرمایا بلکہ یہ ارشاد کیا کہ دیروز اسی بات کو مین خود کہہ چکا ہون مگر مینے مجملاً کہا تھا کہ یہ
مباہلہ کچھ مفید نہین ہوگا۔ اور تمنے اوسکو مفصلاً بیان کیا مینے کہا کہ فنعم الوفاق
یہ تو توارد ہوا **قولہ** جیسا کہ حدیث صحیحین کی ہے کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم
منکم اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ مرزا تو ابن مریم نہین ہے **اقول**
مرزا صاحب کب کہتے ہین کہ مین حقیقتاً ابن مریم ہون بلکہ جن احادیث صحاح
مین پیشین گوئی نزول ابن مریم کی نبی علیہ السلام نے فرمائی ہے اوسمین تاویل
کرتے ہین جو بموجب قواعد عربیہ کے صحیح معلوم ہوتی ہے مگر یہ وہ تاویل ہے جسکی نسبت
اللہ تعالی فرماتا ہے یوم یاتی تاویلہ یقول الذین نسوہ من قبل قد جاءت رسل
ربنا بالحق۔ اب صحت تاویل بموجب محاورات عربیہ کے بیان کیا جاتی ہے واضح ہو کہ

بموجب محاورۂ عرب کے معنی نزول من السماء وغیرہ مین یہ کچھ ضرور نہین کہ سماسے
نزول بجسم عنصری وخاکی ہی ہو دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ
بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ اب کوئی بیان کرے کہ حدید بوجود عنصری آسمان سے
اوتارا گیا ہے اور دیکھو یَابَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا
کسی نے دیکھا ہی کہ پارچہ اور ملبوسات زینت جو تمام دنیا مین انواع انواع کے موجود
ہین آسمان سے بوجود عنصری اوترتے ہون اور فرمایا قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا
يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بوجود عنصری آسمان
سے نازل ہوے تھے۔ اور دیکھو حدیث مین ہے اَنْزَلَ الدَّوَاءَ الَّذِيْ اَنْزَلَ الدَّاءَ
کسی شفاخانے مین یا عطار کی دکان پر کوئی دوا کسی نے دیکھی کہ آسمان سے بوجود عنصری
اوتری ہو اور فرمایا لہ اَنْزِلِ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ اور آیا ہے کہ كَمَا نَزَلَتْ بُيُوْتٌ وَكَنِيْسَةٌ
اور آیا ہے کہ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ اگر مرزا صاحب نے نزول کے معنی مین
بموجب محاورۂ کتاب وسنت کے یہ کہا کہ نزول سے مراد نزول من السماء بوجود
عنصری نہین ہی تو کیا قصور کیا اور کیا الحاد ہے بیّنوا توجروا اور لفظ ابن مریم کی نسبت
یہ عرض ہے کہ قرآن مجید مین متعدد جگہ مسافر کو ابن السبیل بطور استعارہ کے فرمایا
ہے۔ اب دریافت کیا جاتا ہے کہ آیا مسافر راہ کا بیٹا ہوتا ہے حقیقتًا۔ یا چاند کو
عرب مین ابن اللیل کہتے ہین کیا چاند رات کا بیٹا حقیقی ہوتا ہے ○ جیسے
ابن اللیل ماہ آسمان * چاند بیٹا رات کا تازی زبان اگر کتب لغت بلفظ ابن کتب احادیث
وغیرہ مین تفحص کیجاوے تو بہت کثرت سے ایسی نکلے گی جو صرف بطور استعارہ کے
کسی مناسبت کی وجہ سے وہان ابن کا لفظ لگا دیا ہوگا نہ یہ کہ بیٹا حقیقی وہا!

مراد ہو اگر مرزا صاحب نے بھی بطور استعارہ لطیفہ کے ابن مریم سے ایسا شخص
مراد لیا جو بلا واسطہ آبا، مشائخ زمان کے اوسکو علوم لدنیہ حاصل ہوئے ہون اور
بغیر داخل ہونے کے کسی سلسلے مین سلاسل اولیاء اللہ ماسبق سے اوسکو کشوف
والہامات و معارف کتاب و سنت منجانب اللہ اوسکو دیے گئے ہون تو کون سا
استحالہ لازم آیا ایسا استعارہ تو قطع نظر زبان عرب کے فارسی وغیرہ مین بھی شائع
و ذائع ہے نظامی کہتا ہے ؎ ضمیرم نہ زن بلکہ آتش زنست * کہ مریم صفت
بکر و آبستن ست * علی ہذا القیاس مثل مشہور ہے لِکُلِّ فِرْعَوْنٍ مُّوسٰی اس
مین فرعون اور موسیٰ حقیقتاً کہان ہین اگر کہا جاوے کہ مرزا صاحب اگر ایسا استعارہ
اپنے کلام مین استعمال کرتے تو کوئی قباحت نتھی کلام رسول مقبول مین انھون
نے ایسی تاویل کی جو تمام علمای سلف و خلف کو معلوم نہوئی اور صرف مرزا صاحب
کو ہی سوجھی تو اوسکا جواب یہ ہی کہ جتنے امور مستقبلہ کی خبر مخبر صادق نے دی ہے
اونکی حقیقت اور پوری پوری ماہیت جبتک کہ وہ واقع نہولین صرف علوم ظاہرے
معلوم نہین ہوسکتی البتہ اونپر ایمان لانا جیسا کہ اونکے الفاظ و معانی ظاہرہ سے
مفہوم ہوتا ہے ضروری ہے اسکی چند نظیرین بطور شواہد کے مین پیش کرتا ہون تاکہ
اصل مدعی ہر شخص منصف کی سمجھ مین آجاوے اور اس مقدمہ کا ثبوت بھی اوس سے
ہوجاوے - انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ مین لکھا ہے اِنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا
جَمَعَ الْمَصَاحِفَ رُوِيَ لَهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
اِنَّ اَشَدَّ اُمَّتِيْ حُبًّا لِيْ قَوْمٌ يَاْتُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ يُؤْمِنُوْنَ بِيْ وَلَمْ يَرَوْنِيْ يَعْمَلُوْنَ
بِمَا فِي الْوَرَقِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ اَيُّ وَرَقٍ حَتّٰى رَاَيْتُ الْمَصَاحِفَ فَفَرِحَ بِهٖ

عثمان وآجاز آبا هريرة بعشرة الاف درهم وقال انك لتحفظ علينا حديث
نبينا دیکھو حضرت ابوہریرہ کو حقیقت اور ماہیت ورق کی معلوم نہوئی اور یہ کتنے رسم
کرانی الورق جبتک کہ کل قرآن شریف مصاحف مین جمع نہوا اور جب مرتب و مجتمع
ہوگیا تب معلوم ہوا کہ مراد ورق سے قرآن مجید اور مصحف کریم ہے حالانکہ معنی حقیقی
ورق کے مصحف اور قرآن مجید نہین ہین معہذا اس حدیث مین حقیقت شرعیہ ورق
کی بعد وقوع کے گویا حدیث مین بھی قرآن مجید رہی عن ابي هريرة رضي الله عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم هلكة امتي على يدي غلمة من قريش
رواه البخاري باتفاق شارحین حدیث یہ پیشین گوئی واقع ہوچکی مراد امت سے صحابہ
اور اہل بیت ہین اور مراد غلمہ قریش سے یزید اور عبید اللہ بن زیاد وغیرہما ہین اب جو
شخص معنی غلمہ من قریش کے حقیقی مراد لے اور لفظ امت سے جو معنی متعارف ہین
وہ مراد لیے جاوین تو اوسکے نزدیک یہ پیشین گوئی ابتک واقع نہین ہوئی۔ عن
عائشة رضي الله عنها ان بعض ازواج النبي صلى الله عليه وسلم قلن للنبي
صلى الله عليه وسلم اينا اسرع بك لحوقا قال اطولكن يدا فاخذوا قصبة
يذرعونها فكانت سودة اطولهن يدا فعلمنا بعد انما كان طول يدها
الصدقة وكانت اسرعنا لحوقا به زينب وكانت تحب الصدقة متفق عليه
واللفظ للبخاري مولوی محمد بشیر صاحب نے مجھ سے یہ حدیث بیان فرما کر کہا کہ دیکھو
اس پیشین گوئی کی تاویل قبل وقوع صحابہ کو معلوم نہوئی جب کہ حضرت زینب کا
انتقال سب ازواج مین اول ہوا تب اوسکی تاویل معلوم ہوئی مین کہتا ہون مسلک
سلف صالحین کا یہی تھا کہ قبل وقوع واقعہ کے کسی مسئلہ مین تدقیق اور چھان بین نہین

کیا کرتے تھے بلکہ اول بخطاب سائل یا وقعت دریافت کرکے جواب دیتے تھے پس
جبکہ امور احکامیہ کا یہ حال تھا تو پیشین گوئیوں مستقبلہ کی تردید کرنے کی کیا ضرورت
تھی بجنسہ اسکے کہ اونکے الفاظ ظاہرہ پر ایمان لایا جاوے ایضًا فرمایا اللہ
تعالیٰ نے لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ
فَتْحًا قَرِيْبًا اس آیۃ کی شان نزول مین لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے خواب مین دیکھا کہ ساتھ اصحاب کے آپ مکہ کو تشریف لیگئے اور وہان بفراغ
خاطر عمرہ کیا یہ خواب آپنے اصحاب سے بیان کیا چونکہ اشتیاق زیارت کعبہ معظمہ کا ازحد
تھا مکہ کے چلنے کی طیاری کردی اور آنحضرت بھی ہمراہ اونکے روانہ ہوئے جب قریب
مکہ معظمہ کے پونہچے کفار قریش مانع آئے اور آخر کار وہین پر آپکے اور کفار قریش کے
مصالحہ ہوا اور یہ قول و قرار ہوا کہ اس سال مین عمرہ نکرین سال آئندہ مین آکر کرین
صحابہ اسبات سے بہت ملول ہوئے حاصل کلام یہ ہے کہ اس پیشین گوئی کی تعیین وقت
مین صحابہ کرام سے بھی خطا واقع ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رای عالی
بھی اولاً صحابہ کرام کے ہی موافق رہی لیکن اصل حال یہ تھا کہ خواب بیشک سچا تھا
لیکن اوسمین کچھ اسی سال کی تعیین نتھی۔ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم نے
حضرت عائشہ رض سے روایت کی ہے مشکوٰۃ شریف مین موجود ہے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رض سے فرمایا کہ اے عثمان بیشک اللہ تمھین ایک
قمیص پہنائیگا پھر اگر منافقین چاہین کہ وہ قمیص تم اوتار دو تو تم مت اوتاریو یہانتک
کہ مجھسے ملاقات کرو۔ اس پیشین گوئی مین اگر قمیص کے معنی حقیقی مراد لیے جاوین تو

یہ پیشین گوئی واقع نہین ہوئی ونعوذ باللہ منہ باوجودیکہ بصیغۂ تاکید آنحضرت نے
اسکے وقوع کی خبردی ہے لیکن قمیص کنایہ خلافت سے ہے سو مطابق اسکے واقع
ہوا۔ تحریر الشہادتین مین لکھا ہے کہ ابن عساکر نے محمد بن عمر بن حسن سے روایت کی
ہے کہ ہم کربلا مین حضرت امام حسینؑ کے ساتھ تھے سو اونھون نے شمر کو دیکھکر فرمایا کرسچ
کہا اللہ نے اور اوسکے رسول نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین دیکھتا ہون
کہ ایک کتا کبرا میرے اہل بیت کے خون مین منھہ ڈالتا ہے واضح ہو کہ شمر ابرص تھا یعنے
اوسکے بدن پر سفید داغ تھے اگر کتے کے معنی حقیقی لیے جاوین تو یہ پیشین گوئی وقوع
مین نہین آئی مگر حضرت امام شہید نے اوسکی تطبیق اور تاویل کو خود بیان فرمادیا۔
نسیم الریاض مین لکھا ہے بیہقی اور طبرانی اور ابن حکیم صبی نے ابوہریرہ سے روایت
کی ہے کہ ایک گھر مین ہم دس آدمی تھے جناب نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو تم مین سے
پیچھے مریگا نار مین ہوگا سو آٹھ تو مرچکے ہین سمرہ اور مین باقی ہون حضرت ابوہریرہؓ
کا یہ حال تھا کہ جو کوئی کہدیتا کہ سمرہ مرگئے تو بیہوش ہوجاتے حتی کہ سمرہ سے پہلے اونکا
انتقال ہوا۔ سمرہ آخر مرا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نار سے آگ دنیا کی تھی نہ نار
دوزخ چنانچہ شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ سمرہ بن جندب جو سب سے پیچھے مرے
آگ مین جلکر مرے اس پیشین گوئی کا ظاہر یہی کہہ رہا تھا کہ جو آخر مین مریگا وہ دوزخ
مین ہوگا اور یہی مطلب ابوہریرہؓ بھی سمجھے تھے لیکن مراد مخبر صادق کی اوس سے
نار دنیا ہی تھی۔ تحریر الشہادتین مین لکھا ہے قَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنِّي سَمِعْتُ
اَبِي يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ كَبْشًا يُسْتَحَلُّ بِهٖ مَكَّةُ
فَلَا اَكُوْنَ اَنَا ذٰلِكَ الْكَبْشَ شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے مصداق

آخر کو عبداللہ بن زبیر ہوے کہ اونکے واسطے حجاج بن یوسف ثقفی ظالم نے کوہ ابو قبیس
پر منجنیق کھڑی کی اور حرم کعبہ کو سنگسار کیا یہانتک کہ ایک پتھر کے صدمے سے حجر اسود
کا کونا ٹوٹ گیا اور حرم شریف مین عبداللہ بن زبیر کو شہید کیا اور بہت سے خون ناحق
کیے۔ اب دریافت کیا جاتا ہے کہ اگر یہ پیشین گوئی بموجب تصریح شارحین حدیث کے
واقع ہو چکی تو کیا عبداللہ بن زبیر حقیقتاً مینڈھے تھے بیہقی نے عروہ اور سعید بن المسیب
سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن خلف سے کہا تھا
کہ مین تجھے قتل کرونگا۔ واضح ہو کہ ابی بن خلف کافران قریش مین سے تھا جب آپ
مکے مین ملتا تو کہتا کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے اوپر سوار ہو کر تمھین قتل کرونگا۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ مین ہی تجھے قتل کرونگا انشاء اللہ تعالی سو بروز جنگ احد
یہ کہتا ہوا آیا کہ کہان ہین محمد آج میرے ہاتھ سے وہ نہ بچین گے اصحاب کرام نے چاہا
کہ اوسے روکین آپنے فرمایا کہ آنے دو جب وہ متصل پونہچا تب آپنے اوسکے حلق پر ایک
جگہ زرہ سے خالی دیکھ کر ایک نیزہ ماردیا ایک زخم پوست خراش لگا کہ اوسمین سے خون
بھی نہ نکلا مگر وہ گھوڑے سے گر پڑا اور پھر بھاگ کے قریش مین جا ملا لوگون نے کہا کہ تجھے کچھ
اندیشے کی بات نہین لیکن بالآخر اوسی زخم سے راہ مین مکے کو پھرتے ہوے واصل جہنم ہوا
مواہب مین درغزوۂ احد لکھا ہے کہ ابی بن خلف بطن رابغ مین مرا تھا ابن عمر کہتے ہین
کہ ایک بار تھوڑی رات گئے مین بطن رابغ مین چلا جاتا تھا ایکبارگی ایک آگ مشتعل
ہوئی مین اوسکے متصل گیا مینے دیکھا کہ ایک آدمی زنجیرون مین بندھا ہوا اوس آگ
مین سے نکلنا چاہتا ہے اور چلاتا ہے کہ مین پیاسا ہون اور ایک شخص کہتا ہی کہ اسے
پانی مت دیجیو یہ مقتول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ابی بن خلف۔ اِسی

پیشین گوئی کے لکھنے سے میری یہ غرض ہے کہ جو معنی ظاہر نقل کیے ہین وہ یہان پر نہین پائے
گئے باوجودیکہ یہ پیشین گوئی واقع ہو چکی اسمین کسیکا اختلاف نہین - یہ مہدویہ مین لکھا
ہے جسکی عبارت بعینہ نقل کیجاتی ہے - شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پندرہ سو برس
کا تخمینہ قیامت کا کیا ہے اوسکی وجہ یہ ہے کہ رسالۃ الکشف فی مجاوزۃ ہذہ الامۃ عن الالف
مین لکھتے ہین کہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت
کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفاعت قیامت کے روز میری امت مین سے
اُن لوگون کے واسطے ہے کہ گناہ کبیرہ کرکے بے توبہ مرے ہین ایسے لوگ جہنم کے باب اول
مین ہونگے کہ چہرے اونکے سیاہ نہونگے اور آنکھین اونکی نیلی نہونگی اور اونکو طوق نہ پہنائے
جاوینگے اور نہ شیاطین کے ساتھ زنجیرون مین باندھے جاوینگے اور نہ گرزون سے مارے
جاوینگے اور نہ ورک جہنم مین ہانکے جاوینگے انمین سے بعضے وہان ایک ساعت رہکر نکالے جاوینگے
اور بعضے ایک دن اور بعضے ایک مہینا اور بعضے ایک سال رہکر نکلینگے واطولہم فیہا
مکثا من یمکث فیہا مثل الدنیا منذ یوم خلقت الی یوم افنیت وذلک سبعۃ
الاف سنۃ وذکر بقیۃ الحدیث یعنی سب سے زیادہ ٹھہرنے والا وہان اس امت
مین سے وہ شخص ہے کہ دنیا کے برابر وہان ٹھہریگا ابتداے پیدائش دنیا سے انتہاے
فنا تک اور یہ سات ہزار برس ہین الخ اور ابن عساکر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت
کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مسلمان کی حاجت مقدور روا کرتا ہے
اللہ تعالی اوسکے واسطے دنیا کی عمر برابر سات ہزار برس کے دنون کے روزے اور
راتون کا قیام لکھدیتا ہے اور ابن عدی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر دنیا سات دن ہے ایام آخرت سے کہ اللہ تعالی

فرماتا ہے وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ یعنی ایکدن نزدیک
تیرے ربکے مانند ہزار برس کے ہے تمہاری گنتی سے اور طبرانی نے کبیر میں ضحاک
ابن زمل جہنی سے روایت کی کہ مینے ایک خواب دیکھا اور حضرت رسالت پناہ کے
سامنے بیان کیا الحدیث اوسمین یہ بھی تھا کہ مینے آپکو بالا سول اللہ ایک منبر سات درجے
والے کے اعلے درجے مین دیکھا حضرت نے اوسکی تعبیر مین فرمایا کہ دنیا سات ہزار برس
کی ہی اور مین پچھلے ہزار مین ہون اس حدیث کو بیہقی نے دلائل مین روایت کیا اور
سہیلی نے کہا کہ یہ حدیث اگرچہ ضعیف الاسناد ہی لیکن ابن عباس سے بطرق صحاح
مروی ہوا کہ اونھون نے کہا دنیا ہفت روزہ ہے ہر دن ایک ہزار برس کا اور رسول اللہ
آخر مین اوسکے مبعوث ہوے اور ابو جعفر طبری نے اس اصل کو صحیح ٹھہرایا اور آثار سے
اوسکی تائید کی اور ابن ابی حاتم نے تفسیر مین کہا کہ ابن عباس نے فرمایا کہ دنیا آخرت
کے جمعون مین سے ایک جمعہ ہے سات ہزار برس کا کہ چھ ہزار اوسمین سے گذر چکے ہین
اور ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم دلائل مین کہا کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ دنیا ایک جمعہ ہے
آخرت کے جمعون مین سے اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر مین محمد بن سیرین سے روایت
کی کہ وہ کہتے ہین کہ ایک مرد اہل کتاب مین سے مسلمان ہوا اور کہا کہ اللہ تعالی نے
آسمان و زمین کو چھ دن مین پیدا کیا اور ایک دن خدا کے پاس تمہارے ہزار برس کے
برابر ہے اور دنیا کی مدت چھ دن کی ٹھہرائی اور قیامت ساتوین دن مین مقرر کی
پس چھ دن گذر چکے اور تم ساتوین دن مین ہو اور ابن اسحاق نے ابن عباس سے
روایت کی ہی کہ یہود کہتے تھے کہ مدت دنیا کی سات ہزار برس کی ہی اور ہم ہر ہزار کے
عوض ایک دن عذاب مین رہینگے پس کل سات دن ہمپر عذاب ہوکر منقطع ہو جاوے گا

اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ قالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودات
ابن جریر اور ابی حاتم نے اسکو روایت کیا اور عبد بن حمید نے مجاہد سے بھی ایسی
روایت کی اور وتنوری نے روایت کی کہ کفار عبادت مین بہت مشقت کرتے تھے لوگون
نے کہا کہ ایک ساعت اپنے تئین راحت دو کہا تمکو دنیا کی کیا مقدار پہونچی ہے بولے سات
ہزار برس کہا دن قیامت کی کیا مقدار ہے بولے پچاس ہزار برس کہا سات دن عمل
کرنا تاکہ اسدن سے امن پاؤ سے کیا مشکل ہے انتہی غرضکہ ان احادیث و آثار سے معلوم
ہوا کہ عمر دنیا سات ہزار برس ہے اور حضرت رسالت مآب کا وجود باجود ساتوین ہزار مین ہے
اور شیخ جلال الدین سیوطی وقت تصنیف اس رسالے کے ۸۹۹ھ آٹھ سو اٹھانوے
ہجری مین نہایت متفکر ہوئے کہ سات ہزار برس تمام ہوگئے اور دنیا تمام نہوئی اسواسطے
ایک توجیہ کی کہ مراد حضرت کی اس کلام سے کہ مین ساتوین ہزار مین ہون یہ ہے کہ
اکثر است میری ساتوین ہزار مین ہے ورنہ حضرت بذات خود چھٹے ہزار مین ہین اسواسطے
کہ امام احمد بن حنبل نے کتاب العلل مین وہب سے روایت کی ہے کہ کہتے تھے دنیا
کے پانچ ہزار چھ سو برس گذر چکے ہین اسلیے کہ مین ہر زمانے مین جو انبیا اور ملوک گذرے
ہین اونکو جانتا ہون انتہی اور قول ابن عباس اور مسلم کتابی کے کہنے سے بھی معلوم
ہوتا ہے کہ چھ ہزار برس گذر چکے ہین انتہی لیکن اس توجیہ کی سند قوی نہین ہے اسواسطے
کہ قول وہب سند نہین ہوسکتا ہے کیونکہ اونھون نے کوئی حدیث اس باب مین روایت
نہ کی بلکہ اپنی تاریخ دانی سے پانچ ہزار چھ سو برس کا گذرنا ثابت کیا اور یہ کچھ حجت قوی
نہین اسلیے کہ مورخونکا اسمین اختلاف ہے دوسرے اس سے زیادہ کے قائل ہین۔
چنانچہ صاحب تقویم التاریخ اور صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہے کہ ولادت

بود با ہوا آنحضرتؐ ابتدائی چھ ہزار برس مین فرض کرین تو گنجایش زیادہ سے بہ
لیکن وہ جیسا کہ ظاہر حدیث اور آثار مذکورہ اور مورخین دیگر کے خلاف ہے وہ سب بن
منبہ کے حساب کے بھی غیر مطابق ہے علاوہ یہ کہ اس صورت مین مناط توجیہ کہ معظم
ات اور اکثر امت ساتوین ہزار مین ہے اسواسطے اپنے تئین ساتوین مین فرمانا
بھی نادرست ہوجاتا ہے کیونکہ جب حضرتؐ ابتداے چھٹے ہزار مین ہوے اکثر امت
اور کثرت علم و دین بھی چھٹے مین ہوئی توجیہ کی جاے باقی نرہی - اس بیان سے
معلوم ہوا کہ حدیث کا مطلب کچھ اور ہے کہ متقدمین کے خیال مین نگذرا اور اسمین
کچھ مضایقہ نہین ہے کہ رُبَّ مُبَلَّغٍ اَدْعیٰ مِنْ سَامِعٍ وَکَمْ تَرَکَ الْاَوَّلُ لِلْاٰخِرِ
یعنی بات متاخرین کے ذہن مین ایسی آجاتی ہے کہ اگر متقدمین سنتے نہایت تحسین
کرتے چنانچہ اس حدیث کے معنی مولانا رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن مین ایسے نفیس
و بے غبار آئے کہ اوسمین کچھ ارتکاب تاویل و توجیہ کی حاجت نہین ہے چنانچہ فرماتے
ہین کہ یہ حدیث حسن ہے درجہ اسکا صحیح و ضعیف کے درمیان ہے اور شیخ جلال الدین
سیوطی رحمہ نے اسکو جامع صغیر مین نقل کیا ہے اور مضمون اس حدیث کا فہم فقیر مین
موافق محاورہ لوگون کے ہے کہ عمر کسی چیز کی بیان کرتے وقت گذشتہ کا بیان کیا کرتے
ہین پیدایش سے موت تک کا حساب نہین کرتے ہین اور اس جواب مین دو
استعمال ہوتے ہین مثلاً ایک شخص کہ چھٹا سال تمام کرکے ساتوین مین داخل ہوا
کبھی اوسکو شش سالہ بولتے ہین باعتبار اکمال کے اور کبھی ہفت سالہ کہتے ہین
باعتبار دخول کے پس مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ حضرت آدم سے اسدم
تک چھ ہزار پورے ہوکر ساتوان ہزار شروع ہے کہ مین ساتوین ہزار مین ہون

پس موافق استعمال دوم کے دنیا ہفت ہزار سالہ ہے اگر کہین کہ ہم لوگون کو چونکہ
تمام عمر وقت موت تک معلوم نہین ہوتی ہے اسواسطے وقت تکلم تک بولا کرتے
ہین اور حضرت کو شاید کہ انتہای دنیا وقت قیامت تک معلوم ہو وے اسواسطے تمام
عمر دنیا انقطاع نوع انسانی تک بیان فرمائی ہو جواب اسکا یہ ہے کہ احادیث صحیحہ بلکہ
قرآن مجید مین واقع ہے کہ علم قیامت کا سواے اللہ تعالیٰ کے کسی کو خلایق علوی و سفلی
مین سے حاصل نہین چنانچہ فرمایا کہ یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا
عِنْدَ اللّٰهِ پس اس مقدمے مین حضرت اور دوسرے لوگ برابر ہین چنانچہ خود فرمایا کہ
مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ اور اہل کتاب کو تعین ایام ماضیہ مین اختلاف
ہے اہل اس بلاد سے صاحب تقویم التاریخ اور اہل شام سے صاحب تاریخ بیت المقدس
نے تحقیق کی ہے کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم علیہ السلام سے بعد چھ ہزار
ایک سو تر سٹھ برس کے ہے اب سات ہزار برس سے متجاوز ہوے واللہ اعلم کہ اور
کتنے باقی ہین اور قیامت کب ہے کہ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ فقط
تمام ہوئی عبارت ہدیہ مہدویہ کی موضع الحاجۃ تک۔ اس عبارت طویلہ کے نقل
کر لینے سے یہ غرض ہے کہ تمام محدثین سلف و خلف کا خیال بسبب خلط ہو جانے خیال
اہل کتاب کے یہ تھا کہ عمر دنیا کی ابتداے آخر فنا تک سات ہزار برس کی ہے اور اس
خیال غیر صحیح پر جو کچھ تفریعات کین وہ سب خلاف نفس الامر نکلین اگر صعود و نزول
عیسیٰ بن مریم کا آسمان سے بوجود عنصری بسبب خلط روایات و خیالات اہل کتاب
کے اونکے ذہن نشین ہو گیا ہو تو کیا استبعاد ہے لیکن اس خیال کی تصریح متن
احادیث صحاح ہین کہین نہین پائی جاتی اور نہ قرآن مجید سے یہ تصریح ثابت ہوتی ہے

اگر اسکی تصریح ہے تو کلام شراح حدیث مین ہے یا کوئی قول کسی راوی کا حدیث مین مدرج
ہو گیا ہے وہ دگر ہیچ اندرین صورت لازم ہے کہ مرزا صاحب کی تکذیب اس دعوے مین
ہرگز کیجاوے کیونکہ ایسی حالت مین قاعدہ تصدیق اللہ تعالی نے اپنے کلام پاک
مین یون مقرر فرمایا ہے وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ
كَذِبُهُ وَإِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي
مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ واضح ہو کہ اگر ایسی پیشین گوئیان جن سے معنی ظاہری قطعا مراد نہین بلکہ
استعارۃً وکنایۃً دوسرے معانی لطیفہ بطور استعارہ کے مراد ہین جمع کیجاوین تو ایک
دفتر ہو جاوے بالفعل انہین دس پر اختصار کیا گیا وَتِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ اب یہ عرض ہے
کہ حدیث متنازع فیہ مین یہ پیشین گوئی باین تاکیدات کیون مذکور ہوئی ہے وَالَّذِي نَفْسِي
بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ الخ اول تاکید قسم کے ساتھ دوسری لام تاکید
اور نون ثقیلہ یہ خطاب نبی علیہ السلام کا کن لوگون سے ہے آیا صحابہ کرامؓ سے ہی یا کل امت
اجابت اور نیز امت دعوت سے بہر دو شق تاکیدات لغو ہوئی جاتی ہین کیونکہ صحابہ
کرام اور امت اجابت تو مومنین صادقین ہین منکرین معاندین نہین جو محتاج تاکید
ہون اور جبکہ نزول عیسی بن مریمؑ بوجود عنصری مراد ہے تو ایسا نزول من السما جو شخص
دیکھ لیگا وہ انکار کیونکر کر سکتا ہے کہ اوسکو تو ایک ایسا کھلا ہوا نشان مل گیا جو کبھی پیغمبر
کو کبھی دیا ہی نہین گیا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ
كِتَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَى أَكْبَرَ مِنْ ذَلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ
الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ پس بہر دو صورت کلام مقتضای حال کے مطابق نہوا اور بلاغت
و فصاحت سے عاری ہوا کیونکہ ایسی تاکیدات تو خطاب مین کسی بڑے منکر معاند

کیسے چاہیے تمہین بیان تو یہ حال کہ منکر بھی اوسکو دیکھکر انکار نہین کرسکتا اس صورت
مین کوئی محمل صحیح ایسی تاکیدات کا معلوم نہین ہوتا ہان بموجب مسلک مرزا صاحب کے
محمل ان تاکیدات کا بہت درست ہوسکتا ہے کہ وہ نزول ایسا ہوگا جس سے تم لوگ جب اپنے
خیالات کے منکر ہوگئے اور وہ عیسی بن مریم بھی ایسا ہی ہوگا کہ تم اوسکا انکار کر گئے
مگر نفس الامر مین وہ نزول ایسا ہی ہوگا جیسا کہ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا مین ہے
اندرین صورت علاوہ بلاغت کلام کے ایک دوسری پیشین گوئی اشارۃً اور بھی پیدا
ہوگئی اور قاعدہ کلیہ علم معانی کا کہ كُلُّ حُكْمٍ مُنْكَرٍ يَجِبُ تَوْكِيْدُهٗ بھی منقوض نہوا
دوسرے الفاظ صحیحین کے یہ ہین کہ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ
الخ ان الفاظ مین بھی استفہام تعجبی کا کوئی محمل صحیح نہین معلوم ہوتا اور کلام ابلغ البلغا
عاری بلاغت سے ہوا جاتا ہے جسکی شان ہے اُوْتِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ لیکن بموجب
مسلک مرزا صاحب کے یہ استفہام تعجبی بھی اپنے محل پر ہے جسکا جواب خود نبی کریم
نے اپنے کلام پاک مین دیدیا وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ جیسا کہ شروح بخاری مین لکھا ہوا ہے وَضَعَ
الْمُظْهَرَ مَوْضِعَ الْمُضْمَرِ تَعْظِيْمًا لَهٗ يَعْنِيْ هُوَ مِنْكُمْ وَالْغَرَضُ اَنَّهٗ خَلِيْفَتُكُمْ وَهُوَ عَلٰى دِيْنِكُمْ
حاصل مطلب یہ ہے کہ وہ ابن مریم تمہین مین سے ہوگا بجائے ہو کے لفظ امام اسواسطے فرمایا
کہ اظہار اوسکی امامت کا تعظیماً کیا جاوے گویا کہ صحابہ کرام نے جواب سوال نبی کریم
کا یہ دیا کہ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ آپنے اوسکے جواب مین ارشاد فرمایا کہ وہ تمہین مین سے
امام ہوگا اور تم تعجب کی نگاہون سے اوسے دیکھوگے سبحان اللہ کیا کلام بلاغت نظام
ہے ع نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجاست • شراح حدیث الفاظ اس حدیث کی شرح
مین لکھتے ہین كَمَا وَالْمَعْنٰى اَنَّهٗ يَنْزِلُ حَاكِمًا بِهٰذِهِ الشَّرِيْعَةِ فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ

و المقصود ابطال النصرانية والحكم بشرع الاسلام وكذا قوله ويقتل الخنزير و
معناه تحريم اقتنائه واكله واباحة قتله كذا قال الطيبي ويضع الحرب في رواية
الكشميهني الجزية والمعنى ان الدين يصير واحدا فلا يبقى احد من اهل الذمة
يؤدي الجزية حاصل مطلب یہ ہی کہ اسجگہ دو نسخے ہین اول ورا صل یضع الحرب
اور دوسرا یضع الجزیہ درصورت نسخہ اول کے مدعا نہایت واضح ہے کہ اوس مین
گنجایش تاویل کی نہین ہے اور درصورت نسخہ دوم کی اگرچہ تاویل بعید خلاف مقصود
البعض سنے کی ہے لیکن وہ مقبول نہین کہ مخالف نسخہ اول و اصل کے ہی اور تفسیر کلام
نبوی ایسی چاہیے کہ مصداق ہو تفسیر بعضہ بعضا کے اور دوسری خوبی اس معنی مین
یہ بھی ہے کہ منسوخ ہونا احکام شرعیہ خاتم النبیین کا بھی لازم نہین آتا بخلاف معنی دوم
کے کہ وہ مستلزم ہے نسخ حکم جزیہ کو مگر بتاویل بعید - اسجگہ پر مجکو نہایت درجے کا تعجب
آتا ہے علم مولوی سلامت اللہ صاحب نائب مدرسہ سلیمانیہ ریاست بھوپال پر -
ایک روز یہ ہیچمدان مولوی محمد بشیر صاحب مہتمم مدرسہ سے بمقام مدرسہ مذکور اسی باب
مین کچھ گفتگو کر رہا تھا اوس اثنا مین سب صاحبان عملہ مدرسہ بھی حاضر تھے مولوی
سلامت اللہ صاحب خواہ مخواہ مجھسے اولجھنے لگے تب مین بھی مجبور ہو کر اونکی طرف
خطاب کرنے لگا اس گفتگو مین یضع الجزیہ کے معنی کو جو اوپر لکھے گئے مولوی صاحب ممدوح
نے کہا کہ بالکل غلط ہین کیونکہ حدیث صحیح مین موجود ہے لا یقبل الا الاسلام واما
السیف مینے کہا کہ یہ لفظ حدیث کے نہین ہین شاید قول شارح ہے یا کسی راوی کا
قول مدرج ہو جواب دیا کہ نہین یہ الفاظ خاص حدیث مین موجود ہین مینے کہا کہ
دکھلائیے کہان ہین مولوی صاحب نے کہا کہ ضرور دکھلا دینگے لہذا اب گذارش

کیاجاتاہے کہ یا تو مولوی صاحب ثابت کرین کہ یہ الفاظ حدیث صحیح فلان کتاب زبن بفلان صفحہ موجود این ورنہ مولوی صاحب اوسی خطاب کے مستحق ہونگے جو محدثین ایسی حالت مین دیتے ہین اور واضح ہو کہ اگر مولوی صاحب نے ان الفاظ کو حدیث صحیح مین ثابت بھی کردیا تب بھی مقصود مولوی صاحب کا حاصل نہوگا کیونکہ مخالف اور معارض الفاظ صحیح بخاری کے ہی ترجیح الفاظ صحیح بخاری کو ہی رہیگی۔ مولوی صاحب کو صرف اتنا نفع ہوگا کہ اُس خطاب سے بچ جاوینگے۔ اسی اثنا مین کچھ گفتگو یاجوج ماجوج کی نسبت بھی ایسی کرنے لگے کہ جیسی مسجد کے آج کل کے ملا ناواقف کرتے ہین جنے اون سے کا جواب شافی بحوالہ صحیح بخاری و تفسیر بیضاوی وغیرہ کے دیا مگر مولوی صاحب پر کوئی اثر اوسکا نہوا۔ یاجوج ماجوج کی بحث کو مین ابھی طول نہین دیتا آئندہ کسی حصہ اس رسالے مین انشاء اللہ تعالیٰ یہ بحث بھی درج کیجاویگی اسوقت اتنا ضروری سمجھنا ہون کہ مولوی صاحب اپنے مسلک کے بموجب اعتراض ذیل کا جواب دیوین جو عیسائی لوگ اہل اسلام پر کرتے ہین وہو ہذا۔ بیضاوی مین سد کا مقام مابین ارمینیہ و آذربیجان کے لکھا ہے جہان مختار پاشا روس سے غزا کرتا تھا اور بعض مفسرین بلغار کے برے پلونا کے پاس لکھتے ہین جہان عثمان پاشا جہاد کرتا تھا اور معتدین دوسرے ممالک روس مین کوہ یرال مین لکھتے ہین۔ اور عرض نشین کے ساتھ حصے مین سات اقلیمین مسلمان جانتے مین اور پانچوین و چھٹے و ساتوین مین یاجوج ماجوج کو لکھتے ہین اور ہمنے عرض نشینی کے چوراسی درجے تک سیر کی ہے یاجوج ماجوج اُس صفت کے ساتھ جو مسلمان لوگ اپنے خیال مین سمجھ رہے ہین اور وہی مولوی صاحب کا بھی خیال ہے نہین ملے اِس اعتراض کا جواب اور اس خیال کی تصحیح بمقابلہ خصم کے جس نے تمام زمین کو سیاحت

کر کے جغرافیہ مفتاح الارض وغیرہ بناڈالی ثابت کیجیے واضح ہو کہ میری یہ غرض نہین
ہی کہ اس اعتراض کا جواب نہین ہو سکتا بلکہ اس اعتراض کا جواب تو میرے پاس ایسا
شافی ہی کہ ازروی جغرافیہ اور ازروی تواریخ وازروی کتب بئبل وازروی کتب
انساب خصم اوسکے مقابل مین بجز تسلیم کے دم بھی نہین مار سکتا میری غرض یہ ہے
کہ مولوی صاحب کے خیال کے بموجب اسکا جواب خصم کو نہین دیا جا سکتا اور وہ
خیال بھی غلط ہی جو بسبب غلط فہمی حدیثون کے یا ضعیف حدیثون کو صحیح مان لینے
سے پیدا ہوا ہے اور اس غلط فہمی کا ایک مدت دراز سے یہ نتیجہ خراب پیدا ہو رہا ہے
کہ حضرت مخبر صادق کی کوئی پیشین گوئی یہ ملایان مسجد صادق نہین ہونے دیتے
اور جو مصداق پیشین گوئی کا حسب اخبار مخبر صادق کے ظہور مین آتا ہی اوسکو بخلاف
طریقہ سلف صالح کے بجد و کوشش تکذیب کرتے ہین سلف صالح کا طریقہ تو اسبارے
مین یہ تھا کہ کہین لفظ ورق کو بمعنی مصحف کے لے لیا اور کہین غلمۂ قریش کے معنی
نوجوانان کے لیکر یزید اور عبد اللہ بن زیاد وغیرہما کو اوسکا مصداق قرار دیا اور امت
سے مراد اکابر امت یعنی صحابۂ کرام و اہلبیت عظام مراد لیے اور اطول ایداً کے معنی سخی
کے بطور استعارہ مراد لیے اور قمیص کے معنی خلافت کے لیے اور کتا کبراشتر ابرص کو
ٹھہرایا اور عبد اللہ بن زبیر کو مینڈھا قرار دیا اور زخم پوست خراش کا نام قتل رکھا وغیرہ
وغیرہ یہ خرابی اسوجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ لوگون نے علوم عربیہ وفنون ادبیہ کا
درس بالکل ترک کر دیا ہے علم معانی اور بیان سے محض ناآشنائی ہی صرف تراجم
کتاب وسنت پر اکتفا ہی میزان منشعب صرف پڑھ لی اور صحاح ستہ کا درس جاری
ہی بھلا ان حضرات سے کیا امید ہے کہ ان استعارات لطیفہ کو سمجھین اور معانی کنایات

کو یونہین اَلْکِنَایَۃُ اَبْلَغُ مِنَ التَّصْرِیْحِ انکے نزدیک کوئی چیز ہی نہین ان حضرات سے تو یہی ہوگا کہ جہان لفظ مثلاً ہاتھی کا کسی شخص گذشتہ یا آیندہ کیواسطے استعمال مین آویگا اوسکے واسطے بعینہ جثہ ہاتھی کا تجویز کرینگے اور ایک سونڈ بھی اوسکے لگا دینگے اور چار پیر بھی موٹے موٹے اوسکے قرار دیوینگے اور ایک سر بھی عریض اور موٹا اُسکا ماننا پڑیگا اور دو دانت بھی بھلا اور کچھ نہین تو ایک ایک گز کے تو ہون اور پھر اسپر بھی کفایت نہوگی بلکہ ایک عماری بھی اوسکے اوپر رکھی ہوئی ہو اور فیلبان اوسکے سر پہ بیٹھا ہوا ایک آنکس سے ہانکتا ہو تب اسکو ہاتھی کہینگے جیسے حضرات ہنود نے راون کے دس یا زیادہ سر قرار دے لیے ہین اور جزیرہ لنکا کو سونے کا کہتے ہین حالانکہ انکی کتب قدیم مین جزیرہ لنکا کو زرریز ملک لکھا ہوگا یا راون کو عقلمند سر بہت بڑا کہ جسمین دس سرون کی عقل ہو کہا گیا ہوگا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ع گر ہمین مکتب است این مُلّا کار طفلان تمام خواہد شد۔ پھر متعجبانہ ہوکر مولوی محمد بشیر صاحب سے دریافت کرنے لگے کہ کہین الہام و کشف بھی اولیا کا کتاب و سنت سے ثابت ہوتا ہے مولوی صاحب نے جواب دیا کہ اسبارہ مین حدیث مُحَدَّثِیْت کی بھی مثبت الہام ہے پھر انہوں نے بھی در بارہ الہام کچھ آیات قرآن مجید کی پڑھین اور جلسے کو ختم کیا **قوله** اور صحیح مسلم کی حدیث اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ فَیَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَیْضَاءِ شَرْقِیَّ دِمَشْقَ بَیْنَ مَهْرُوْذَتَیْنِ وَاضِعًا کَفَّیْهِ عَلٰی اَجْنِحَةِ مَلَکَیْنِ اِلٰی قَوْلِهٖ فَلَا یَحِلُّ لِکَافِرٍ یَجِدُ رِیْحَ نَفَسِهٖ اِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهٗ یَنْتَهِیْ حَیْثُ یَنْتَهِیْ طَرْفُهٗ یہ مشتی نمونہ از خروارے ہے ساری احادیث صحیحہ صریحہ جو در بارہ عیسیٰ کے وارد ہین اونکے لکھنے کی یہان گنجایش نہین ادنیٰ طالب علم حدیث اونسے واقف ہے اور اسیطرح مرزا صاحب دجال سے وہی لوگ

مراد لیتے ہین جو حق سے کاستے اور معزات سے منکر ہین **اقول** مجھکو نہین معلوم کہ مرزا صاحب اسکا کیا جواب دیوینگے مگر یہ ہیچمدان استقدر کہتا ہے کہ اس حدیث کی تاویل کا وقت ابھی نہین آیا یہ کیا ضرور ہے کہ ساری باتین ایک ہی وقت مین واقع ہوجاتین دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو جو وعدے اور بشارتین تھین وہ ایک ہی وقت مین واقع نہین ہوئین غور کرو قال اللہ تعالیٰ هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ یہ بات ظاہر ہے کہ ابتدای ظہور دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین واقع ہوا اور اتمام اسکا مہدی یا عیسیٰؑ کے وقت مین ہوگا حالانکہ وعدہ اُسکا رسول کریم سے ہی ہے اور علی ہذا القیاس ہلاک کسریٰ و قیصر اور تہلک اونکے خزائن کا جو نبی کریم سے موعود ہوا تھا ظہور اوسکا باتھ خلفای راشدین سے واقع ہوا۔ دار می مین آنحضرتؐ کے اوصاف و علامات جو کتب سابقہ سے لکھے ہین اونمین بھی ذرا غور کرنا چاہیے صَفُّهُمْ فِي الْقِتَالِ وَصَفُّهُمْ فِي الصَّلٰوةِ سَوَاءٌ مُهَاجَرُهٗ طَيْبَةُ وَيَكُوْنُ مُلْكُهٗ بِالشَّامِ يَفْتَحُ بِهٖ اَعْيُنًا عُمْيًا وَاٰذَانًا صُمًّا وَقُلُوْبًا غُلْفًا علامت اول کی نسبت قبل فرضیت جہاد کے اگر کوئی عالم یہود یا نصاری اعتراضا اوسوقت مین کہتا کہ نبی موعود کی نسبت ہمارے یہان یہ علامت لکھی ہے کہ اوسکی صف قتال شکل صف صلوٰۃ کے ہوگی تو اہل اسلام کی طرف سے اُسکا کیا جواب ہوتا بجز اسکے کہ کہا جاوے کہ یہ وصف و علامت اپنے وقت پر موجود ہوگی قبل ہجرت مدینہ منورہ کے اگر کوئی مخالف اعتراض کرتا کہ اوس نبی موعود کی نشانی تو یہ لکھی ہے کہ جگہ ہجرت اوسکے کی طیبہ ہوگی اور آنحضرتؐ تو ابھی مکے مین ہی ہین تو اسکا جواب بھی وہی ہوگا۔ بادشاہت ملک شام کی آنحضرتؐ کے عہد فیض مہد تک نہین ہوئی بلکہ بعد

وفات شریف خلفا کے وقت مین ملک شام فتح ہوا تو اگر کوئی اخبار مین سے اعتراض
کرے کہ یہ علامت نبوت جو ہماری کتابون مین لکھی ہے ذات آنحضرت علیہ السلام مین
نہین پائی گئی تو اسکا کیا جواب ہوگا یہی تو ہوگا کہ حضرت علیہ السلام کے خلفا کا فاتح
و مالک ہونا خود حضرت ہی کا فاتح ہونا ہے خلاصہ یہ ہے کہ کسی صاحب کمال کیواسطے
جسقدر پیشین گوئیان ہون اونکا ظہور ایک آن واحد مین نہین ہوسکتا اور نہ یہ کہ
کچھ ضرور ہے کہ وہ تمام پیشین گوئیان ایک ہی کامل شخص کی ذات مین ظہور پذیر
ہون بلکہ جو اوسکے متبعین کامل ہین وہ بھی اوسیکا حکم رکھتے ہین دیکھو مِنَ النَّبِيِّينَ
وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ
صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ آمین اور واضح ہو
کہ محل نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مختلف وارد ہوا ہے قَالَ الْحَافِظُ بْنُ كَثِيرٍ
وَقَدْ وَرَدَ فِي بَعْضِ الْأَحَادِيثِ أَنَّ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ وَ
فِي رِوَايَةٍ بِالْأُرْدُنِّ وَفِي رِوَايَةٍ بِمُعَسْكَرِ الْمُسْلِمِينَ فَاللّٰهُ أَعْلَمُ دیکھو حافظ ابن کثیر
بسبب تعارض روایات محل نزول کے اوسکی تاویل کو حوالہ بعلم الٰہی کرتے ہین اور
جز اسکے کوئی بات نہین کہتے ہین ایسی پیشین گوئیون مین اسلم طریقہ یہی ہے کہ جسقدر علم
یا ظن کو احادیث احاد مفید ہون اوسقدر اعتقاد رکھنا چاہیے باقی تفاصیل کا حوالہ
بعلم الٰہی رکھنا چاہیے اور اوسکی تاویل کا انتظار کرنا چاہیے جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے
کیا۔ اب یہ دریافت کیا جاتا ہے کہ یہ جو عوام مین مشہور ہے اور اکثر علما کا بھی خیال
ہے کہ حضرت عیسیٰ منارۂ سفید دمشق کے اوپر بوجود عنصری آسمان سے اوترینگے
یہ خیال کن الفاظ سے پیدا ہوا ہے ایسے معنی خیال کرنا تو بالکل اس حدیث کا تحریف

کر دینا ہے کیونکہ اس حدیث کا ترجمہ لفظی بھی اگر کیا جاوے تو صرف یہ ہوگا کہ کسی جگہ
قریب منارۂ سفید کے جو دمشق کے شرق کی جانب ہے آپ نازل ہونگے دیس آمین
یہ کہانسے آیا کہ اوس منارے کے اوپر بوجود عنصری آسمان سے اوترینگے - اور
واضعًا کفّیہ علی اجنحۃ ملکین اگر یہ بیان ہی کیفیت اوترنے اُنکے کا تو بڑی
شکل یہ ہے کہ جو شخص اوپر سے نیچے کو کسی چیز کے سہارے سے اوترتا ہے وہ اس
شان سے نہیں اوترتا کہ صرف ہتھیلیاں ہاتھ کی کسی شے پر ٹیکے بلکہ بازو دونوں
ہاتھ بغل تک کسی دو چیزوں پر ٹیکے گا یا کوئی شے مثل چھپان کے اوپر بیٹھ کر اوتریگا
یا اور کوئی صورت ہوگی مگر وہ شان جو تمہارے خیال میں آئی ہے نہ ہوویگی - اور پھر
اس حدیث کے کیا معنی ہونگے کہ ان الملائکۃ لتضع اجنحتہا لطالب العلم بس
جو معنی اسکے ہیں وہی معنی اُسکے بھی مراد ہوسکتے ہیں تاکہ سب تکلفات سے خلاص ہو
چنانچہ لکھا ہے مجمع البحار میں وقیل ھو بمعنی التواضع تعظیمًا لحقہ بلکہ اصل
معنی اجنحۂ ملائکہ کے وہی معلوم ہوتے ہیں جو زبدہ شرح شفا میں لکھے ہیں اجنحۃ
الملائکۃ لیست کما یتوھم من اجنحۃ الطیر ولکنہا صفات ملائکیۃ لا
تفھم الا بالمعاینۃ کیف ولیس طائر لہ ثلثۃ اجنحۃ ولا اربعۃ فکیف بست
مائۃ عن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طوبٰی للشام قلنا
لای ذلک یا رسول اللہ قال لان ملائکۃ الرحمٰن باسطۃ اجنحتہا علیہا رواہ احمد
والترمذی یہاں پر ملائکہ کے بازوؤں سے صفات اور قوٰی ملکیہ مراد ہیں اور قیاس
نکرنا چاہیے اونکو پرندوں کے بازو وغیرہ اسلیے کہ پرندوں کے سواے دو کے تین
یا چار بازو نہیں ہوتے ہیں چہ جائیکہ چھ سو بازو ہوں - ہاں البتہ بموجب مسلک

محدثین کے بارہ ملائکہ کے واسطے ثابت کرنا ضروری ہین لیکن اونکی کیفیت کی بیان
کرنے سے باز رہنا چاہیے۔ اور لا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَا فی مجمع بحار میں تفسیر ہے الا امانات سے کیا مراد ہے
آیا یہ کرامت اور معجزہ حضرت عیسیٰ کا ہمیشہ رہیگا کہ جب آپکا دم اور سانس باہر کو
آوے تو یہ معجزہ ہر نفس میں پایا جاوے اندریں صورت نہ جہاد کی ضرورت رہی اور نہ
قتل کرنے دجال کی حاجت ہی اور پھر باوجود اس معجزہ کے محاصرہ کیا جانا حضرت عیسیٰ
اور اونکے یارون کا کوہ طور مین کیونکر ہوگا جو اسی حدیث مین مذکور ہے پس معلوم
ہوا کہ یہ معنی تو ہرگز مراد نہیں ہین کوئی دوسرے معنی مراد ہین وہ بیان کیے جاوینگے
لیکن وہ معنی دوسرے آپکو مفید اور مرزا صاحب کو مضر ہونگے کہ اونکے برکات انفاس
سے تمام مخالفین اسلام قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ کے مصداق ہو رہے ہین قال فی مجمع بحار
الانوار ناقلا عن نہایۃ ابن الاثیر الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا ای انامنا
وهو تشبیہ فی زوال العقل والحرکۃ لا تحقیق وقیل الموت فی العرب یطلق علی السکون
کما ماتت الریح ویقع علی انواع بحسب انواع الحیوۃ باذاء القوۃ النامیۃ فی الحیوان
والنبات کیحیی الارض بعد موتہا ولزوال القوۃ الحسیۃ کیا لیتنی مت قبل ھذا
ولزوال القوۃ العاقلۃ وھی الجھل کما ومن کان میتا فاحییناہ والحزن والخوف
المکدر للحیوۃ کیاتیہ الموت من کل مکان والمنام کالتی لم تمت فی منامہا وقد قیل
المنام الموت الخفیف ویستعار للاحوال الشاقۃ کالفقر والذل والسوال والھرم
والمعصیۃ وغیرھا یہ مشتی نمونہ از خروارے اُن معانی مراد کا جنکو محققین شارحین
حدیث اپنی شروح حدیث مین لکھتے ہین بہ تفصیل لکھنے کی بیان گنجائش نہین ادنی ادنی طالبعلم
فقہ حدیث اوسنے واقف ہی فقولہم باوجودیکہ دجال کے حق مین کسقدر احادیث

صحیحہ مشتمل بر علامات صریحہ وارد ہین از انجملہ یہ علامات ہین کہ داہنی آنکھ سے کانا ہوگا
اور آنکھ اوسکی ایسی باہر نکلی ہوئی ہوگی جیسے انگور کے خوشہ سے کوئی دانا نکلا ہوتا ہے
اقول بیشک دجال کے حق مین احادیث صحیحہ کثرت سے وارد ہین مرزا صاحب اُن
حدیثون صحیحہ کے ہرگز منکر نہین ہین مگر آپ صاحبون کی یہ کیفیت ہے کہ حفظت شیئا
وغابت عنک اشیاء اول تو تعدد دجاجلہ کی نسبت احادیث صحیحہ صریحہ بہت
وارد ہین کسی مین تعداد اونکی تیس اور کسی مین قریبا تیس اور کسی مین نیف
وسبعین موجود ہین پس لفظ دجال کلی ہوا جزئی ہو گیا رہا دجال اکبر سو اسکے
بارے مین خود صحیح مسلم وغیرہ مین اسقدر اختلاف ہے کہ اوسکی تلفیق و تطبیق نہایت دشوار
کسی حدیث مین اعور العین الیمنی کسی مین اعور العین الیسریٰ کسی مین ممسوح
العینین کسی مین جاحظ العین کسی مین لیست بناتیۃ ولا جحراء اور کسی مین کانّ
عینہ عنبۃ طافیۃ ہے اور یہ سب روایات صحیح ہین اور جیسا کہ احادیث آحاد کا حکم
ہے ویسا ہم اُن احادیث پر اعتقاد رکھتے ہین مگر آپ فرمایئے کہ جب ایک ہی روایت
کو آپ پکڑ بیٹھے باقی سب روایات صحیحہ کو ترک کر دیا یہ کیا عمل بالحدیث ہے اب آپ
کہین کہ ان روایات مختلفہ کی آپ کیونکر توفیق و تطبیق کرینگے اگر قاعدہ اذا تعارضا
تساقطا کا مد نظر رہیگا تو اہمال و ترک احادیث کثیرہ کا لازم آویگا اور اگر کوئی وجہ
جامع ایسی پیدا کیجاوے کی جو سب پر احمال ہو جاوے اور اہمال لازم نہ آوے تو
وہی مسلک مرزا صاحب کا اختیار کرنا پڑیگا مثل مشہور ہے ؎ ہرچہ دانا کند
کند نادان لیک بعد از تامل بسیار ۔ شیخ عبد الحق ترجمہ مشکوۃ مین لکھتے ہین کہا تورپشتی نے
ان سب حدیثون سے کہ وارد ہوئی ہین دجال کے وصف مین کلمات متنافرہ یعنی

مختلفہ آئے ہین کچہ تشکل ہی توفیق اونمین اور ہم بیان کرینگے ہرایک کو اونمین سے علیحدہ
اوس حدیث مین کہ ذکر کیا گیا ہے پس اس حدیث مین تو ہے کہ آنکہ اوسکی طافیہ یعنے
بلند ہوگی اور اور حدیث مین ہے کہ وہ جاحظ العین ہے گویا کہ آنکہ اوسکی کوکب یعنے
ستارہ ہی اور اور مین آیا ہے کہ آنکہ اوسکی نہ ناتیہ ہے اور نہ حجراء اور توفیق انمین یہ ہے
کہ اختلاف وصفون کا بسبب اختلاف دونون آنکھون کے ہے یعنی ایک ایسی ہوگی
اور ایک ایسی اور مؤید اسکا ہے وہ جو ابن عمرؓ کی حدیث مین آیا ہے کہ وہ اعور ہوگا
داہنی آنکہ کا اور حذیفہؓ کی حدیث مین آیا ہے کہ وہ ممسوح العین ہوگا اوسپر ناخنہ
موٹا ہوگا اور یہ بھی ایک حدیث مین آیا ہے کہ وہ اعور ہوگا بائین آنکہ کا اور تطبیق
ان اوصاف مختلفہ مین یہ ہے کہ ایک آنکہ تو بالکل گئی ہوئی صاف ہوگی اور دوسری
عیب دار ہوگی پس درست ہی یہ کہ کہا جاوے ہر ایک آنکہ کو عور اسلیے کہ معنی عور
کے اصل مین عیب کے ہین پس اوسکی آنکہ داہنی بھی عیب دار ہے اور بائین
بھی انتہی **قولہ** اور دونون آنکھون کے درمیان ک ف ر یعنی کفر لکھا
ہوا ہوگا **اقول** اس باب مین بھی احادیث صحیحہ مختلف ہین بعض مین تو وہی ہے
جو گذرا اور بعض مین یقرؤہ کل مؤمن کاتب وغیر کاتب اور بعض مین یقرؤہ
من کرہ عملہ ان سب روایتون کی تطبیق کی وجہ یہی ہے کہ اوسکی پیشانی
تقدیر مین کفر ازلی لکھا ہوگا جو دور نہو سکے گا جسکو مومن اپنی فراست صادقہ سے پہچانیگا
جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ
غِشَاوَةٌ ایضًا قال اللہ تعالی كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اور جیسا کہ فرمایا
اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۔ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ

أَبْدِيهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ اَیضاً قال اللہ تعالی
وَخَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشَاوَةً اور جانب مخالف اسکے مومنین
کے حق مین ارشاد فرمایا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ غرضکہ جو معانیہاں بطریق
بطور استعارہ مصرح علم بیان کے ان آیات مین مراد ہین ویسے ہی اسکے معنی بھی سمجھنے چاہیئین
اور فرمایا اللہ تعالی نے تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ اور منافقین کے حق مین ارشاد فرمایا
وَلَوْ نَشَاءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ **فائدہ**
ترجمہ شاہ عبدالقادر مین لکھا ہے حضرت کے اصحابؓ اور لوگون مین بہچانے پڑتے
ہین کیے نور سے انتہی **قولہ** اسکے ساتھ دوزخ اور بہشت ہوگی **اقول** اصح الکتب بعد
کتاب اللہ مین تو یون لکھا ہے فَيَجِيْءُ مَعَهٗ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ اور دوسرے نسخے مین بِمِثَالِ الْجَنَّةِ
وَالنَّارِ اگر باقی روایات کو روایت بخاری پر محمول کرتے ہو تو فبہا آپ کو کچھ مفید
نہین اور مرزا صاحب کو کچھ مضر نہین ہے اور اگر صحیح بخاری کی روایت کو تسلیم نہین
کرتے تو اون روایات مختلفہ مین وجہ توفیق کیا ہوگی بیّنوا توجروا کسی روایت
مین تو ہی کہ اوسکے ساتھ روٹیون کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی اور کسی روایت مین ہے
يَجِيْءُ مَعَهٗ بِمِثْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ اور پھر مین یہ بھی کہتا ہون کہ اسمین کیا استحالہ ہے
اللہ تعالی پر آسان ہے کہ اپنے وقت پر ایسا ہی دجال پیدا ہو جاوے جسمین یہ ساری
صفات بطور حقیقت کے بھی پائے جائین اللہ تعالی تو اس سے زیادہ پر قادر ہے
تمکو اسمین استبعاد کیون ہے اور مرزا صاحب نے جو معنی دجال کے لکھے ہین اسکے
مصداق وہی ہین جو زمانہ حال مین پیشہ دجل رکھتے ہین اور اُنکی کثرت احادیث
صحیحہ سے بھی ثابت ہے کما مر **قولہ** اور زمین پر چالیس دن ٹھہریگا پہلا دن

برس دن کے برابر ہوگا اور دوسرا دن ایک مہینے کے برابر اور تیسرا ہفتے کے برابر اور باقی ایام مثل ان دنوں کے ہونگے **اقول** اس باب میں بھی احادیث صحیحہ مختلف ہیں بعض میں تو وہی جو گذرا اور دوسری روایت بروایت صحیح مسلم یہ ہے یَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ لَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا اور تیسری روایت شرح السنہ کی جو مشکوۃ شریف میں موجود ہے عن أسماء بنت يزيد بن السكن قالت قال النبي صلى الله عليه وسلم يمكث الدجال في الأرض أربعين سنة السنة كالشهر والشهر كالجمعة والجمعة كاليوم واليوم كاضطرام السعفة في النار رواه في شرح السنة شراح حدیث نے تطبیق اسکی یوں لکھی ہے کہ مراد اول سے ٹھہرنا اوسکا ہے ساتھ فتنہ اور خلل و فساد ڈالنے کے اور اس سے مطلق ٹھہرنا یا باعتبار شدت کے ایک دن مانند ایک برس کے ہوگا اور دراز معلوم ہوگا اور باعتبار جلدی گذر جانے کے کم ہوگا حتی کہ ایک دن مانند ایک ساعت کے ہوگا مگر آپ ان روایات میں کیونکر تطبیق کرسکتے ہیں آپکا خیال تو یہ ہے کہ اول دن آفتاب کید سما میں برس دن تک ٹھہرا رہیگا اور دوسرے دن ایک مہینا اور تیسرے دن ایک ہفتہ اور غرض آپکی اس خیال سے یہ ہے کہ ابھی وہ زمانہ کب آیا جسمیں ایک دن برس دن کے برابر ہو آخر تک بغیر اس دن کے آئے ہوئے مسیح موعود کیونکر پیدا ہوسکتے ہیں پس آپ پر لازم ہے کہ کوئی وجہ توفیق ایسی بیان کریں جس سے خیال مذکور صحیح و قایم رہے ورنہ ہماری ناقص رائے میں تو وہی وجہ توفیق جو شراح حدیث لکھتے ہیں ہوسکتی ہے اور یا اسطرح پر بھی تطبیق کرسکتے ہیں کہ بسبب کثرت اسباب مثل ریل گاڑی و تار برقی و ذرایع ڈاک وغیرہ کے جو زمانہ

کی قوت اسوقت مین بڑھگئی ہے یعنی جو مسافت وغیرہ مثلاً ایک ماہ مین طے ہوتی تھی
وہ اب ایک ہفتہ مین طے ہوسکتی ہے بدین لحاظ مخبر صادق نے ارشاد فرمایا کہ اَلسَّنَۃُ
کَالشَّہْرِ وَالشَّہْرُ کَالْجُمُعَۃِ وَالْجُمُعَۃُ کَالْیَوْمِ وَالْیَوْمُ کَاضْطِرَامِ السَّعَفَۃِ اور یہی حکم
کَسَنَۃٍ وَیَوْمٌ کَشَہْرٍ وَیَوْمٌ کَجُمُعَۃٍ بھی اسی اعتبار سے درست ہوسکتا ہے کیونکہ
ہر ایک طرفین تشبیہ میں سے بسبب کسی نکتہ بلاغت کے مشبہ بھی ہوسکتی ہے اور
مشبہ بہ بھی گردانی جاتی ہے اور یہ جو ارشاد ہے وَسَائِرُ اَیَّامِہٖ کَاَیَّامِکُمْ اس سے مراد
یہ ہے کہ شدت فساد اور زور فتنہ اوسکے کا ان باقی ایام مین باقی نرہیگا اور ضعیف
ہوجاویگا پس وہ باقی ایام مثل ان تمہارے ایام کے ہونگے اور تاویل اسکی بہ تقارب
زمان بھی ہوسکتی ہے جو خود حدیث ترمذی مین موجود ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَکُوْنُ السَّنَۃُ کَالشَّہْرِ
وَالشَّہْرُ کَالْجُمُعَۃِ وَتَکُوْنُ الْجُمُعَۃُ کَالْیَوْمِ وَیَکُوْنُ الْیَوْمُ کَالسَّاعَۃِ وَتَکُوْنُ السَّاعَۃُ
کَالضَّرْمَۃِ بِالنَّارِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ بہرحال جواب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا در
جواب سوال صحابہ کرام کے کہ اَتَکْفِیْنَا فِیْہِ صَلٰوۃُ یَوْمٍ قَالَ لَا اُقْدُرُوْا لَہٗ
قَدْرَہٗ کیسا مطابق واقع اور جواب با صواب ہے یعنی جب صحابہ کرام نے بطور استفہام
انکاری یا تردد کے یا جو کچھ اس استفہام کا مقتضا ہو عرض کیا کہ جب ایک دن
برابر ایک برس کے ہوگا تو اوسمین نماز ایک دن کی کافی نہوگی یا تردد ہے کہ
کافی ہو یا نہو۔ تب آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ لا یعنی یہ بات نہین جو تم سمجھے ہو
کہ دن کی مقدار بڑھجاویگی بلکہ اندازہ کرو اوسکا مقدار ایک دن کے یعنی وہ دن مقدار
مین بقدر ایک ہی دن کے ہوگا تشبیہ اوسکی ساتھ ایک برس کے از روی مقدار

نہین ہے بلکہ وجہ شبہ اوسکی دوسری ہے جو مثلاً باعتبار قوت زمانہ کے بسبب
قوت اسباب وکثرت سامان وغیرہ کے حاصل ہوگی اب بطور مثال کے عرض کیا
جاتا ہی کہ ہم ریل مین بیٹھے اور سات روز کا راستہ مثلاً ایک رات دن مین طی کیا
تو ہم پر صرف پانچ نماز ایک رات دن کی ہی فرض ہونگی پینتیس نمازین سات دن کی
یا حکم قصر نماز کا جو مسافر کے واسطے ہے وہی ہمکو حاصل رہیگا باوجودیکہ سات روز کا
راستہ ایک روز مین طی ہوگیا کیونکہ مقدار ساعات رات دن کی تو وہی چوبیس گھنٹہ
ہی ہے کہ اُقْدُرُوْا لَهُ قَدْرَهٗ قاعدہ کلیہ ہے علیٰ ہذا القیاس اسکے عکس مین بھی سمجھئے
اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا اَصْدَقَ رَسُوْلَهُ الْكَرِيْمَ فِيْ هٰذَا الْجَوَابِ **قولہ**
اور زمین پر ایسا تیز چلیگا جیسا بادل کہ جسکے پیچھے ہوا ہو پوری پوری احادیث کے بیان
کے واسطے بڑا دفتر چاہیے **اقول** اسمین آپکو کیا استبعاد ہی ریل گاڑی موجود
ہوگئی ہے اللہ تعالی اسے مخبر صادق کی صدق پیشین گوئی کیواسطے پیش از ظہور
دجال طیار کرادی ہے اور گورنمنٹ انگلش کو تمام دنیا مین پھیلانے کے واسطے مستعد
و سرگرم کر رکھا ہے کہ چند عرصے مین تمام دنیا مین پھیل جاویگی اور ابر سے بھی اوسکو بہت مشابہت
صوری بدرجۂ غایت ہی جسکی بنسبت مخبر صادق فرماگئے کہ اِسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيْحُ
ہے چالیس گاڑی ایک جسم ہوکر مانند بادلون کے دوڑتی ہین افسوس ہے کہ پہلے قرنون
مین جو پیشین گوئی حضرت کی واقع ہوتی تھی سلف صالح اُس واقع کو اوسکا مصداق
قرار دیتے تھے حضرت حذیفہ فرماتے ہین لَيَكُوْنُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيْتُهٗ فَاَرَاهُ
فَاَذْكُرُهٗ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ اِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ اِذَا رَاٰهُ عَرَفَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
اب یہ حال ہی کہ جو پیشین گوئی مخبر صادق کی ہوبہو واقع ہوجاتی ہے اور کوئی شخص

مویدمن اللہ اوسکی تصدیق کے درپے ہوتا ہے تو علماء زمن اوسکی تکذیب
کرتے رہتے ہین یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ
ادھر تو علماء نے مذہب ظاہر پرستی اختیار کرلیا ہے اور ادھر مخالفین اسلام نے
اپنی اپنی عقل ناقص کی پرستش نہ کسی مذہب کے پابند ہین نہ کسی کتاب کے
پھیرو مخالفین تو ایسی پیشین گوئیون کو کیون تسلیم کرنے لگے لیکن موافقین بھی
نہ مانینگے جب تک کہ ایک ایسا گدھا حقیقی پیدا نہو کہ مابین دونون کانون اوسکے
کے فاصلہ ستر باغ کا نہو علی ہذا القیاس اوسکے پیر اور چہرہ اور شکم اور منھ اور کان
اور دم اسیقدر عظیم وطویل ہون کیونکہ الشئی اذا ثبت ثبت بلوازمہ مقدمہ
مسلمہ ہے اور پھر اوسپر ستر ہزار یہود اصفہان کے مع دجال کے سوار ہون اور
ایک جانب اوسکے جنت ہو تو دوسری جانب دوزخ اور پھر کوئی ایسا شہر باقی
نرہے جسمین اُس گدھے کا گذر نہو مگر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور پہاڑ روٹیون کا
اور پانی کی نہر بھی اوسکے کسی جبال وغیرہ پر ہو تاکہ موافقین کو روٹی اور پانی سے
نوازے اور مخالفین کو آگ مین ڈالے اور پھر تیز رفتار بھی ایسا ہو کہ ہوا اور ابر
باران اوسکے پیچھے رہجاوے اور باوجود ان سب کارخانون کے ایک مدت قلیل
مین جو حساب سے چودہ مہینے چودہ روز ہوتے ہین تمام بلاد دنیا کو روند ڈالے وغیرہ
وغیرہ تب دجال کے گدھے کی تصدیق ہو بیشک اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے
امنا باللہ انہ علی کل شئی قدیر مگر گذارش یہ ہے کہ ایسے کھلے کھلے نشان
جب کسی نبی صادق کو بھی نہین دیے گئے تو دجال کو جو رسالت کا دعوی کاذب
کریگا کیونکر دیے جاوینگے اور اگر دیے جاوین تو نعوذ باللہ اسکا گدھا ناقۃ اللہ سے

بھی بڑھ گیا اور تخت سلیمان بھی اوسکے روبرو ناچیز رہا دنعوذ باللہ منہ
حالانکہ حضرت سلیمانؑ کی یہ دعا مقبول ہو چکی ہے وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ
مِنْ بَعْدِي۔ ایہا الناس یہ استعارات ہین جیسے کہ شواہد مین مذکور ہوچکا **قولہ**
اور لیلۃ القدر کو ایک زمانۂ جاہلیت اور ایام ضلالت سمجھتے ہین باوجودیکہ لیلۃ القدر
کی تعین اور فضیلت مین کتنی صحیح صریح حدیثین صحاح مین موجود ہین لیکن ہدایت
اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار مین ہے وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ وَمَنْ يُضْلِلِ
اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ **اقول** یہ کلام قائل کی ناواقفیت پر مسلک مرزا صاحب
سے دلالت کرتا ہے مرزا صاحب ہرگز ہرگز لیلۃ القدر مندرجہ حدیث کا انکار نہین کرتے
بلکہ براہین احمدیہ مین بہ تصریح لکھدیا ہے کہ لیلۃ القدر کے ظاہر معنی وہی ہین جو
مشہور ہین اور احادیث مین آئے ہین اور یہ معنی بطور کشف کے کھلے ہین جو
استعارات لطیفہ اور کنایات بلیغہ پر مشتمل ہین اور یہ تو ایک معجزہ قرآن شریف
کا ہے کہ اوسکے دقایق و اسرار بے نہایت ہین وہ اولیاء اللہ پر ہمیشہ کشوف ہوتے
رہتے ہین اور عارف باللہ اُس سے سیر نہین ہوتے وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ
وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا يَنْقَضِي عَجَائِبُهُ اوسکی شان ہے شروح مشکوٰۃ مین
لکھا ہے وَلَهُ ظَهْرٌ وَبَطْنٌ یعنی اور واسطے قرآن کے ظاہر ہے کہ اکثر لوگ سمجھتے ہین
اوسکے سمجھنے مین احتیاج تامل کی نہین اور باطن ہے یعنی بعضے معنے قرآن کے
محتاج تامل اور فکر کے ہین کہ نہین سمجھتے اوسکو مگر خواص مقربین علماء عاملین سے
اور ہر کوئی بقدر سمجھ اپنی کے ساتھ قرآن کے مواخذہ کیا جاویگا اگر عمل نکریگا انتہیٰ
قَالَ الْإِمَامُ حُجَّةُ الْإِسْلَامِ فِي الْإِحْيَاءِ تَحْرِيمُ التَّفْسِيرِ بِغَيْرِ السَّمَاعِ بَاطِلٌ إِذْ لَا يَصِحُّ

السماع من رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا في بعض الآيات والصحابة رضي الله
عنهم ومن بعدهم اختلفوا اختلافا كثيرا لا يمكن فيه جمعهم وتتبعهم سماع الجميع
من رسول الله صلى الله عليه وسلم والأخبار والآثار تدل على اتساع معانيه
قال عليه السلام لابن عباس رضي الله عنه اللهم فقهه في الدين وعلمه
التأويل فلو كان مسموعا فلا وجه للتخصيص قال عز وجل لعلمه الذين يستنبطونه
وقال أبو الدرداء لا يفقه الرجل حتى يجعل للقرآن وجوها وقال علي رض لو شئت
لأوقرت سبعين بعيرا من تفسير فاتحة الكتاب وقال ابن مسعود من أراد علم
الأولين والآخرين فليثور القرآن وقال بعض العلماء لكل آية ستون ألف فهم
وما بقي من فهمها أكثر وقال الآخر القرآن يحوي سبعة وسبعين ألف علم
ومائتي علم إذ لكل كلمة ظهر وبطن وحد ومطلع وفي القرآن إشارة إلى
جوامع العلوم وكل ما أشكل على النظار ففي القرآن رموز إليه فالنهي إما عن التأويل
على وفق ماله من الرأي الذي لولاه لم يلح له كمن يلبس على خصمه بالتمسك
بآية على تصحيح بدعته مع علمه بأنه ليس بمراد وقد يكون له غرض صحيح
يتمسك عليه بآية يعلم أنه ليس المراد منها كمن يدعو إلى مجاهدة النفس
فيتمسك بقوله عز وجل اذهب إلى فرعون إنه طغى ويشير إلى نفسه وقد
تكون الآية محتملة فيميل فهمه إلى ما يوافق غرضه وإما عن التسارع إلى الباطن
قبل أحكام الظاهر فإنه كالبلوغ إلى صدر البيت قبل مجاوزة الباب. وقال
شارح التأويلات أجمعوا على استخراج معانيه بالرأي واختلفوا في التوفيق
بينه وبين الأحاديث فقيل التفسير بيان سبب النزول والتأويل بيان ما

یحتمل اللفظ وقد جعل اللہ القرآن اصناف الجمیع ما یحتاج الیہ ولیس کل منصوص
فلابد من الاستخراج بالرأی بالعرض علی الاصول وقیل التفسیر بیان حقیقۃ
اللفظ اذا علمت والتأویل صرف اللفظ المحتمل الی بعض وجوہہ لموافقتہ الادلۃ
فلو قطع منہ کان تفسیرا بالرأی اور مجمع البحار مین نہایہ وغیرہ سے لکھا ہے لکل آیۃ ظہر
وبطن الظہر ما ظہر بیانہ والبطن ما احتیج الی تفسیرہ ولکل حرف حد ای نہایۃ
ای لکل طرف من الظہر والبطن مطلع بتشدید طاء وفتح لام ای مصعد او موضع
یطلع علیہ بالترقی الیہ فمطلع الظہر بعلم العربیۃ واسباب النزول والناسخ
والمنسوخ ومطلع البطن تصفیۃ النفس بالریاضۃ اور مطلع ہونا مرزا صاحب کا بطن
قرآن پر اظہر من الشمس ہے کہ تین سو دلائل عقلیہ قرآن شریف سے نکالکر تمام دنیا کی
مخالفین اسلام پر حجت اللہ قایم کی ہے اور علاوہ بران یہ کہ اشتہار دس ہزار روپیہ
کا بھی اوسمین شامل کیا ہے کہ جو شخص اُن براہین کو بشرایط مندرجہ اشتہار توڑ دیگا
اوسکو یہ مبالغ کثیرہ دیے جاوین لیکن کوئی مخالف اخذ ان مبالغ کا قبول نہین
کرتا ہے ہدی رسولہ الکریم ولمید عوتہ الی المال فلا یقبلہ احد ... مشکل یہ سبب
کچھ ہے لیکن ہدایت اللہ تعالیٰ کے اختیار مین ہے ومن یہدی اللہ فما لہ من
مضل ومن یضلل اللہ فما لہ من سبیل **قولہ** الغرض مرزا صاحب کو
معلوم ہو کہ اگر آپکا اعتقاد ان باتون پر پختہ اور کامل ہے اور اپنے دعوے مین سچے
اور راست باز ہو تو ہمارے ساتھ شہر امرتسر بمقام عیدگاہ درمیان مجمع عام کے بتعیین
یوم و وقت مباہلہ کرو تاکہ جھوٹا رسوا اور شرمسار ہو اور اوسکی غلطی نکلے اور آپکی
راستی مین مدت العمر کوئی ملا نا یا خشک زاہد نفس سست مزاحم نہووے اکار جردان

روشنی و گرمی است ٭ کار دونان حیلہ و بی شرمی است ۵ زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر ٭ تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر ۔ اور اگر خود ہی شک اور تردد مین ہو تو اللہ کی مخلوق کو کیون بہکاتے ہو ۵ ہست آخر بیک خدا کار ست ٭ نہ کسی یاور و نہ کس یار ست ٭

اقول اس شخص کو مسئلہ مباہلہ بھی نہین معلوم کہ مباہلہ کسوقت مین ہونا چاہیے اور کیا کیا شرایط اوسکی کتاب و سنت مین آئی ہین لہذا واسطے آگاہی مسلمانون کے وہ شرایط تفسیر فتح البیان سے لکھی جاتی ہین قال فی الجمل و قد الجمت عند شیخنا العلامۃ المحقق ابن قیم الجوزی فی جواز المباہلۃ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکتب رسالۃ فی شروطہا المستنبطۃ من الکتاب والسنۃ والآثار و کلام الائمۃ و حاصل کلامہ فیہا انہا لا تجوز الا فی امر مہم شرعا وقع فیہ اشتباہ و عناد لا یتیسر دفعہ الا بالمباہلۃ فیشترط کونہا بعد اقامۃ الحجۃ والسعی فی ازالۃ الشبہۃ و تقدیم النصح والانذار و عدم نفع ذلک ومساس الضرورۃ الیہا انتہی اگر کوئی شخص کہے کہ مرزا صاحب نے خود مولوی اسمٰعیل صاحب ساکن علیگڑھ کو واسطے مباہلے کے رسالہ فتح اسلام مین طلب کیا ہے اب جو عبدالحق صاحب واسطے مباہلے کے مرزا صاحب کو طلب کرتے ہین تو آپ لوگ یہ شرایط لگاتے ہین یہ وہی مثل ہے کہ آپکو ہپ ہپ اور اور کو آخ تھو تو جواب اسکا یہ ہے کہ مرزا صاحب سے اول گفتگو زبانی اور بالمواجہہ بمقام علیگڑھ مولوی اسمٰعیل صاحب سے ہو چکی ہے اور مرزا صاحب اونکے اعتراض کا جواب شافی دے چکے ہین بعدہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے مرزا صاحب پر یہ افترا کیا کہ اونکے یہان آلات رصد اور نجوم کے موجود ہین اوسکے ذریعے سے اخبارات بیان کرتے ہین الہام انکو نہین ہوتا ہے تب مرزا

صاحب نے بعد ایک مدت دراز کے مجبور ہو کر درخواست مباہلہ کی ہے اب تم غور کرو
کہ درخواست مرزا صاحب دربارۂ مباہلہ مولوی اسمٰعیل صاحب سے کیسی مطابق
شرائط ہوئی کہ اوسمین ایک شرط بھی فوت ہوتے نہین پائی بخلاف درخواست مباہلہ
عبدالحق صاحب کے کہ اوسمین کوئی ایک شرط مباہلہ بھی نہین پائی جاتی بلکہ خلاف
سنت ہے اسیواسطے مرزا صاحب بار بار اصرار فرماتے ہین کہ اوّلاً ایک جلسہ علما
کا منعقد ہو اور مسئلہ متنازعہ فیہا مین جو شکوک و شبہات جانب مخالف بیان کرین
وہ تحریر ہو جائین اور بعدہ مرزا صاحب اُن سبکا جواب دیوین اور تقریرین دونون
سوالات و جوابات کی تحریر ہو کر عام لوگون کو سنا دیجاوین اگر اسپر بھی تسکین اور تشفی
نہو تو پھر مخالفین کو اختیار ہے جو چاہین سو کرین۔ علاوہ اسکے ہمراہ رسالہ فتح اسلام
اور توضیح مرام کے مرزا صاحب نے یہ اشتہار بھی دیا ہے کہ جبتک تیسرا رسالہ ازالہ
اوہام طبع ہو کر شائع نہولے تب تک کوئی صاحب علم مخالفانہ تحریر نکرین اب
ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا کہ درخواست مباہلہ میان عبدالحق صاحب کی طرف سے
کیسی خلاف سنت واقع ہوئی ہے اور جو عمدرآمد مرزا صاحب کا ہے کیسا موافق
سنت ہے اور قیاس کرنا درخواست مباہلہ میان عبدالحق صاحب کا اوپر درخواست
مباہلہ مرزا صاحب کے کیسا قیاس مع الفارق ہے اور مینے بذریعہ معتبر یہ بھی سنا
ہے کہ مرزا صاحب فرماتے ہین کہ ایسے مباہلے کی نسبت ہم استفتا مولوی محمد
نذیر حسین صاحب وغیرہ سے کر لو بعد اوسکے مجھکو مقام مباہلہ پر پہنچا ہوا سمجھو
والسلام من قال ع کار مردان روشنی و گرمی است ٭ کار دونان حیلہ و بیشرمی است
٭ زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر ٭ تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر ٭ جبکہ مضمون اشتہار

تمھارے مباہلہ کا مِنْ اَوَّلِہٖ اِلیٰ آخِرِہٖ مخالف کتاب و سنت ہے تو اللہ کی مخلوق کو کیون
بہکاتے ہو ہے ہستے آخر بات خدا کا رت ہے نہ کسی یاور و نہ کسی یا رت **اقول**
کیا سارے مسلمان جو عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی امید رکھتے ہین یا دجال سے
خوف رکھتے ہین اور لیلۃ القدر کو ڈھونڈھتے ہین سب گمراہی پر ہین کیا ان آیتون
اور حدیثون کے معنی صحابہؓ سے لیکر آجتک کہ یوم الاثنین ۲۶ جمادی الآخر سنہ ۱۳۱۰
ہجری ہے سواے آپکے اور کسی کی سمجھ مین نہ آئے **اقول** البتہ گمراہ وہ ہے
جو کوئی درخواست مباہلہ مخالف کتاب و سنت کے کرتا ہے اور مسلمانون کو تیر
لعنت کا نشانہ بنانا چاہتا ہے حسب اشتہار مرزا صاحب کے کیون نہین ایک علما
کا جلسہ منعقد کیا جاتا جسمین حسب شرائط سوال و جواب ہو کر اقامت حجت اور ازالہ
شبہات اور تفہیم نصح و انذار جو شرائط مباہلہ سے ہے اولا ہو جاتے پھر اسکا اثر
اور نفع معلوم ہو تو مباہلہ حسب شرائط مفید طرفین عمل مین آوے ورنہ مسلمانون
کو خلاف کتاب و سنت تیر ملامت و لعنت کا نشانہ بنانا رفاض کا کام ہے آگے
رہی یہ بات کہ صحابہ کرامؓ بھی ان احادیث کا مطلب وہی سمجھے ہوے تھے جو یوم
الاثنین ۲۶ جمادی الاخری سنہ ۱۳۱۰ تک آپ لوگون کے خیال مین ہے سو اوّلاً
تو ثبوت اسکا آپکے ذمے ہے بہ نقل صحیح تمام صحابہؓ سے ثابت کیجیے کہ سب نے مثلاً
نزول عیسیٰ ہی کی نسبت یہ کہا ہو کہ یَنْزِلُ بِوُجُوْدِہٖ عُنْصُرِیٍّ مِنَ السَّمَاءِ بِجِنْسِیَّۃٍ
کَذَائِیَّۃٍ وَّ دُوْنَہٗ خَرْطُ الْقَتَادِ - اور ثانیاً یہ عرض ہے کہ قبل از وقوع ہر ایک پیشین گوئی
کی ماہیت اور حقیقت معلوم ہو جانی بھی کچھ ضرور نہین بلکہ ہو سکتا ہے کہ خود ملہم کو
اوسکی ماہیت اور حقیقت معلوم نہو وے **فائدہ** صحیح مین شاہ مولانا علی اللہ

صاحب تحریر فرماتے ہین مترجم گوید مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند
کہ ہجرت کردہ اند بزمینے کہ نخل بسیار دارد پس وہم بجانب یمامہ و ہجر رفت و در نفس الامر
مدینہ بود و مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند کہ بمکہ در آمدہ اند و حلق و قصر
میکنند پس وہم آمد کہ در ہمان سال بعینہ واقع شود و در نفس الامر بعد از سالہای چند
متحقق شد و در امثال این صورت امتحان مخلصان و منافقان درمیان می آید
واللہ اعلم انتہی قبل از وقوع پیشین گوئی کے صحابہ کرام سے لیکر آجتک سب کے سب
مکلف اس امر کے ہین کہ اوسکے ظاہر پر ایمان لاوین اور تاویل اوسکی حوالہ علم
الٰہی رکھین اور جب وہ پیشین گوئی کسی طرح پر واقع ہو بشرطیکہ تاویل صحیح سے ہو نہ
تاویل فاسد سے تو اوسکی تصدیق کرین نہ انکار و تکذیب قال اللہ تعالیٰ یوم
یأتی تأویلہ یقول الذین نسوہ من قبل قد جاءت رسل ربنا بالحق اور واضح ہو
کہ کسی پیشین گوئی کی حقیقت کما ینبغی نہ کھولنے مین بڑی حکمت اور مصلحت یہی ہے
جو صاحب حجۃ اللہ نے تحریر فرمائی کہ امتحان مخلصان و منافقان درمیان مین آوے
پس اگر علمای سلف ان پیشین گوئیون کے ظاہر پر ایمان لائے اور اوسکی
تصدیق کی لیکن حقیقت اور ماہیت کا علم پروردگار نے واسطے اوسی حکمت اور
مصلحت کے کہ امتحان مخلصان و منافقان درمیان آوے اونکو نہ دیا تو کوئی نقصان
علمای سلف کے علم مین نہین آیا کہ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت
العلیم الحکیم اور دیکھو صحیح حدیث مین ہے حدثنا معلی قال حدثنا وہیب عن
ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہا اریتک
فی المنام مرتین اری انک فی سرقۃ من حریر ویقول ہذہ امرأتک فاکشف عنہا

فَاِذَا هِيَ اَنْتَ فَاَقُوْلُ اِنْ يَّكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ **قولہ**
کیا آپ ہی کے خواب درو یا سچ ہین یا کسی اور امتی کے بھی ہین بھی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہون سینے آپکے حق مین دیکھاہے مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار
تعبیر اسکی یہ دیکھی کہ جو کوئی دنیا مین مسلمانون سے علیحدہ ہوا قیامت مین بھی کنارے
ہوکر دوزخ مین جائیگا اور جسوقت مینے مباہلہ کرنے کے لیے استخارہ کیا تو الہام
ہوا سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ تعبیر اوسکی یہی معلوم ہوتی ہے کہ جو شخص رسول خدا
کی احادیث کو رد کرتا ہے اپنی ہوا کے موافق تو گویا وہ ابولہب کا تابع ہوا اور ابولہب
کے ساتھ دوزخ مین جائیگا **اقول** مرزا صاحب ہرگز اسکے قائل نہین کہ الہام
کامل النور اولیا کا سچا نہو یا حجت نہو بلکہ کتاب براہین احمدیہ کا ایک مقصد اعظم
منجملہ مقاصد عظیمہ کے یہ بھی ہے کہ مرتبہ الہام و مکالمات الٰہیہ کا پچھلے اولیاء اللہ
کو بھی حاصل ہوا اور اب بھی بشرط اتباع کامل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے متبعین کامل کو حاصل ہوتا ہے اور آئندہ کو بھی حاصل ہوگا اس باب مین تو انھون
نے صدہا اشتہارات مشتہر فرمائے ہین مگر یہ یاد ہے کہ صرف دعوی الہام کسی کے
الہام کی تصدیق نہین ہوسکتی آپ نہین جانتے کہ ہرایک دعوے کے واسطے ایک
بینہ بھی چاہیے وہ بینہ کیاہے دعوی الہام پر خرق عادت ظاہر ہونا اور نشانی
آسمانی جو مقدور بشر سے خارج ہو اوس ملہم کے ہاتھ پر صادر ہونا مع شرائط اتباع
کتاب وسنت اگر اسطرح جیسا کہ آپ کہتے ہین ہر شخص کا الہام تسلیم کر لیا جاوے
تو ہرایک شخص دجال کذاب مسائل شرعیہ کتاب وسنت کو گڑ بڑ کردے اور ہر
شخص صوفی جاہل پیر پرست وقبر پرست اپنی ہوا اور ہوس کے موافق احکام شرعیہ

کوگرھدی اگرآپ کو دعوی الہام ہے تو بعد طے مدارج اولی کے کوئی نشانی آسمانی
دکھلاؤ بغیر نشانی آسمانی دکھلانے کے آپکے الہام کا وہی مرتبہ ہے جبکو متکلمین لکھتے
ہین کہ الہام وکشف اولیا کا کوئی ایسی شے نہین ہے جو اسباب علم ویقین سے ہو
اور حجت شرعی گردانا جاوے جو غیر پر حجت ہوسکے مرزا صاحب اپنے دعوی الہام پر
بہت سے نشان آسمانی مخالف اور موافق کو دکھلا چکے ہین اور اگر آپکا یہ خواب و
الہام سچا بھی تسلیم کیا جاوے تو بھی مرزا صاحب کے واسطے کچھ مضر نہین کیونکہ مرزا
صاحب نے جو طریقہ سواد اعظم کا اس بارے مین ہے وہ نہین چھوڑا بلکہ بعینہ وہی طریقہ
صحابہ کرام و تابعین عظام و اولیای کرام کا اختیار کیا ہے۔ سبکا یہی طریقہ تھا کہ
جب کوئی پیشین گوئی کسی طرح واقع ہوتی بشرطیکہ تاویل صحیح سے ہو نہ تاویل
فاسد سے اوسکی تصدیق کرتے نہ انکار و تکذیب پس اگر یہ خواب آپکا صادق بھی ہو
تو بھی اوسکا وبال آپ ہی پر وارد ہے کہ تصدیق پیشین گوئیون مین جو طریقہ سواد
اعظم کا تھا اوسکو آپنے ترک کر دیا ہے اور دوسرا الہام سیتصلی نارا ذات لہب اگر بعد
طے مدارج متعلقہ تصدیق تسلیم کر لیا جاوے تو ہمکو اوسکی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ جو
شخص مخبر صادق کی پیشین گوئیون کو باوجود آجانے اوسکی تاویل صحیح کی اپنے
خیالات کے موافق رد و تکذیب کرتا ہے تو گویا وہ ابولہب کے تابع ہے وہ دوزخ
مین جاویگا کیونکہ اوسنے ترک کر دیا وہ طریقہ سلف صالح کا جو واسطے تصدیق پیشین
گوئیون کے سلف مین معمول بہ تھا مگر نظر سے وہ پیشین گوئیان دیکھو جو سابق لکھی
گئین قولہ اور بار دیگر جب استخارہ کیا تو پھر الہام ہوا فلا تھنوا و تدعوا
الی السلم و انتم الاعلون واللہ معکم ولن یترکم اعمالکم۔ آخر اشتہار مباہلہ

تک **اقول** اگر آپ ایک ہزار الہام کا دعویٰ کرینگے تو بلا بینہ و برہان اوسکی
تصدیق نہین ہوسکتی لِیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ اور علی
فرض التسلیم بشرط پائے جانے شرائط تصدیق اوسکی کے جو بار بار ذکور ہوچکین آپکو
مفید نہین اور مرزا صاحب کو مضر نہین تعبیر اوسکی یہ ہے کہ تم اس پیشین گوئی کے
سمجھنے مین سستی مت کرو اور مرزا صاحب کو اپنے خیالات کے ساتھ صلح کرنیکی
طرف مت بلاؤ اس صورت مین تم غالب رہوگے اور اللہ تمھارے ساتھ رہیگا اور
تمھارے اعمال کو غارت نکریگا - اَيُّهَا النَّاس واضح ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا
صعود اولی آسمان پر اور نزول آخری آسمان سے بوجود عنصری جو ہمارے خیالون مین
بسا ہوا ہے وہ کسی حدیث مرفوع صحیح سے ثابت نہین ہوتا اور نہ قرآن مجید مین
کہین پایا جاتا ہے بلکہ کلام اعجاز نظام یعنی کلام اللہ الملک العلام نے اس شبہ و وہم
کا بکلی رد کردیا ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ الی آخر الآیۃ
دیکھو لفظ متوفی کو اول ارشاد فرمایا اور لفظ رافعک کو بعد اوسکے اب سب دلائل کو
بالفعل ملتوی رکھیے اسی سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کو وفات اول ہوئی اور رفع
بعد کو جیسا کہ مقربین کی ارواح کو تا مقام علیین یا فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ
مُقْتَدِرٍ ہوا کرتا ہے اگر زندہ آسمان پر اوٹھائے جاتے تو یون ارشاد ہوتا کہ يَا عِيسَىٰ
إِنِّي رَافِعُكَ إِلَيَّ بِجَسَدِكَ الْعُنْصُرِيِّ ثُمَّ مُتَوَفِّيكَ بَعْدَ نُزُولِكَ عَلَى الْأَرْضِ وَأَيْنَ هٰذَا
مِنْ ذٰلِكَ اور یہ امر سب پر واضح ہے کہ کلمات قرآن مجید اپنی ترتیب مرادی کے
موافق اپنے اپنے موقع اور محل پر مثل موتیون کے منظوم اور منسلک کیے گئے
ہین ایسے نظم سے کہ وہ بلاغت کی طرف اعلےٰ حد اعجاز کو پونہچ گیا ہے آپ جو

بعض مفسرین کلمات آیۃ کو الٹ پلٹ کرکے معنی مشہور اپنے خیال کے بموجب لیتے
ہین بسبب ادب کے ہین اور کچھ تو نہین کہتا مگر یہ ضرور کہونگا کہ یہ ایک تاویل بعید
ہے جسکی طرف رجوع کرنا کچھ ضرور نہین۔ پھر اب اور دوسری آیت کو دیکھو وَاِذْ قَالَ
اللّٰہُ یَا عِیْسَی ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ الا یہ ظاہر ہے کہ قال صیغہ ماضی کا ہے اور آگے
اول اِذْ موجود جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے پس ثابت ہوا کہ یہ معاملہ وقت نزول
آیت سے زمانہ ماضی کا ہے نہ زمانہ استقبال کا اور پھر آگے جواب حضرت عیسیٰؑ کا
وہ بھی بصیغہ ماضی قَالَ سُبْحَانَکَ اور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ حاصل مطلب یہ ہوا کہ بعد
وفات حضرت عیسیٰؑ کے جب لوگون نے اونکو اور اونکی مان کو معبود پکڑا اب اللہ
تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ سے جبکہ وہ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ موجود
تھے فرمایا جو کچھ کہ فرمایا اور حضرت عیسیٰؑ نے استفسار خداوندی کا جواب دیا جو کچھ کہ
دیا اب اگر یہ قصہ قیامت کا ہووے تو جواب حضرت عیسیٰؑ کا ٹھیک نہین رہتا
کیونکہ آپ حضرت خداوندی مین جواباً عرض کرتے ہین وَکُنْتُ عَلَیْہِمْ شَہِیْدًا مَّا
دُمْتُ فِیْہِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْہِمْ پس وہ زمانہ درمیانی
جبکہ حضرت عیسیٰؑ بوجود عنصری آسمان پر رہتے تھے اونکے جواب سے نہ تحت شہادت
اونکی کے داخل ہے اور نہ تحت رقابت اللہ تعالیٰ کے کیونکہ نہ اوسپر مَا دُمْتُ فِیْہِمْ
صادق آتا ہے اور نہ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ اس صورت مین جواب ناقص رہا اور ٹھیک نہ
باوجودیکہ یہ جواب مقبول حضرت خداوندی ہو چکا ہے اور معنی مشہور خیالی کی بموجب
جواب یون ہونا چاہیے تھا کُنْتُ عَلَیْہِمْ شَہِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْہِمْ فَلَمَّا رَفَعْتَنِیْ
اِلَی السَّمَاءِ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ ثُمَّ کُنْتُ شَہِیْدًا لَمَّا نَزَلْتُ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی

الْاَرْضِ تو فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ ۔ وَاَيْنَ هٰذَا مِنْ ذَالِكَ اور اگر توفیتنی کے
معنی خلاف محاورہ ولغت کے رفعتنی کے ہی لیے جاوین تو پھر نزول کے بعد جب وفات
ہوئی وہ زمانہ داخل نہوا اور ہمان آش در کاسہ آموجود ہوا پس ٹھیک معنی وہی ہین
کہ حضرت عیسٰیؑ کی وفات ہوچکی بعد وفات کے یہ سوال وجواب واقع ہوا آمین
کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا اور اگر کوئی کہے کہ بنظر سیاق آیۃ کے یہ قصہ تو قیامت
کا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسکے سیاق مین لفظ یوم کا موجود ہی تو اوسکا جواب یہ ہی
کہ صرف لفظ یوم کے موجود ہونے سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ یہ معاملہ سوال وجواب
بزبان استقبال یوم حشر ونشر کو واقع ہوگا بلکہ بحکم مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ
کے یوم قیامت وقت موت سے ہی شروع ہوجاتا ہی اور یوم حشر ونشر کو تو کل حساب
وکتاب ہوکر فیصلہ ہی ہوویگا اُسکا نام تو یوم الفصل ہی اگر کوئی کہے کہ پھر اس آیۃ کے
کیا معنی ہونگے کہ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ اس آیۃ سے معلوم
ہوتا ہی کہ حضرت عیسٰیؑ کی موت سے پہلے سب اہل کتاب اوپر ایمان لاوینگے اور یہ
قصہ تو بعد نزول ہی کے ہوگا تو جواب اسکا یہ ہی کہ ضمیر قَبْلَ مَوْتِهٖ مین راجع طرف
کتابی کے ہی جسپر لفظ اہل کتاب دلالت صریحہ کرتا ہی اسواسطے کہ دوسری قرأت
مین یون آیا ہی جو بیضاوی وغیرہ مین لکھی ہی اِلَّا لَيُؤْمِنُنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهِمْ بضم النون
ترجمہ یہ ہوا اور جو فرقہ ہی کتاب والون مین سو اوسپر یقین لاوینگے اپنی موت سے
پہلے پس تفسیر آیت ایسی چاہیے جو موافق ہو قرأت دوسری کے نہ ایسی تفسیر جو
مخالف ہو اسواسطے کہ قرأت غیر متواترہ بھی حکم حدیث احاد کا رکھتی ہی۔ اب مین
اس آخر حصہ اول کو ختم کرتا ہون ساتھ بعض صفات اُس مسیح الزمانؑ کے جو حدیثون

ہے معلوم ہوتی ہین۔ حلیہ تو اوسکا صحیح بخاری مین یہ لکھا ہی۔ وہ گندم گون ہی اور
اوسکے بال گھونگھر والے نہین ہین اور کانون تک لٹکتے ہین۔ نسب اوسکا صحیح مسلم
وغیرہ مین یہ لکھا ہو کہ کَانَ الْعِلْمُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ ایک
مرد مسلمان ہوگا اور شریعت قرآنی کے موافق عمل کریگا اور مسلمانون کی طرح صوم و
صلوٰۃ وغیرہ احکام فرقانی کا پابند ہوگا اور مسلمانون مین پیدا ہوگا اور اونکا امام ہوگا
اور کوئی جداگانہ دین نہ لاویگا اور کسی جداگانہ نبوت کا دعوی نہین کریگا۔ یہ سب صفات
اس مسیح الزمان مین موجود ہین۔ اور صفت اوسکی یہ ہی کہ باطل کریگا دین نصرانیہ کو
اور مٹا دیگا آثار اوسکے کو مثل خنزیر وغیرہ کے۔ اس مسیح وقت مین یہ علامت بھی
بخوبی ثابت ہی براہین احمدیہ کو دیکھو تب معلوم ہو کہ ایسا ابطال دین نصرانیہ کا
آجتک علمای امت مین سے کسی نے نہین کیا اور ابھی یہ علامت ابتدائی ہی درجہ
اوسط تک بھی نہین پونہچی یعنی نصف کتاب بھی شایع نہین ہوئی اگر کوئی کہے کہ
قتل خنزیر اور کسر صلیب کے جو تمنے یہ معنی کیے تو یہ خلاف ظاہر ہی۔ جواب اوسکا
یہ ہی کہ یہ معنی صرف ہمنے ہی نہین کیے شروح بخاری کو دیکھو اونہین لکھے ہین۔
ایسے محل اور موقع پر معنی حقیقی کا مراد لینا یہ کام اونھین کا ہی جنھون نے میزان منشعب
پڑھکے صحیح بخاری تمام کرلی ہی یہ لوگ اس بات کو نہین جانتے کہ اگر کسی مسند کی اسناد
کسی شی کی طرف خلاف عقل ہو یا خلاف عادت ہو تو بموجب علم بیان کے وہان پر
یہی اسناد مجاز عقلی ہوتی ہی بھلا کوئی تبلاوے تو کہ حضرت آدم سے لیکر حضرت
خاتم النبیین تک کسی نبی نے یہ پیشہ اختیار کیا ہی کہ خنزیرونکا شکار کھیلتا پھرے
جب یہ بات عادتاً تمام انبیا کے خلاف ہی تو پھر حضرت عیسیٰ کیونکر خنزیرونکا شکار

کھیلتے پھرینگے پانچوین صفت اونکی یہ ہی کہ اونکے وقت مین ایسے عوایق شرعیہ پیش آوینگے کہ جہاد ظاہری کا وقت نہو گا بلکہ سیوف قاطعۂ براہین اونکے سے تمام مخالفین کو ہزیمت ہوگی اور مخالفین دین اسلام مین داخل ہونگے صحیح بخاری کے اصل نسخے مین یضع الحرب کا لفظ ہی اور دوسرے نسخے مین یضع الجزیہ کا لفظ ہی جسکا حاصل مطلب پہلے ہی نسخے کے موافق ہو سکتا ہی یعنی جب نصاریٰ مسلمان ہو جاینگے تو جزیہ لینے کی کیا حاجت رہیگی۔ بذریعۂ اخبار ونکے سنا جاتا ہی کہ اس مسیح الزمان کی دعوت و برکت سے بعض انگریز بعض جگہ مسلمان ہوتے جاتے ہین چھٹی صفت اوسکی یہ ہی کہ لوگون کو مال کی طرف بلاویگا اور کوئی قبول نکریگا پڑھو اس حدیث کو لَیُدْعَوُنَّ اِلَی الْمَالِ فَلَا یَقْبَلُہٗ اَحَدٌ تم سمجھے اسکے کیا معنی ہین ایک معنی یہ بھی ہین جو ذیل مین لکھے جاتے ہین۔ اس مسیح وقت نے اول تو دس ہزار روپیہ کا اشتہار مندرجۂ براہین احمدیہ تمام دنیا کی اطراف مین مشتہر کیا ہی اور ثانیاً پانسو روپیہ کا اشتہار مندرجۂ سرمہ چشم آریہ شایع کیا ہی اور ثالثاً ہر ایک پادری کلان کو دو سو روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ فرماتے ہین چنانچہ اپنی بعض تحریرات مین لکھتے ہین کہ ہم اشتہار اٰ مین شایع کر چکے ہین کہ کوئی نامی اور معزز تمام پادری صاحبون سے جسکی شہادت پر اوسکی قوم کو اعتبار ہو سکے ایک برس کے لیے ہمارے پاس آجاوے اگر اس عرصے مین ہم اپنے دعوے متذکرہ بالا مین دروغگو نکلین تو بحساب دو سو روپیہ ماہوار کے اسکا خرچہ اوسکو دیا جائیگا اور اگر ہم سچے نکلے تو بجز اثبات کے اور کچھ نہین چاہیے کہ وہ عیسائیت سے سچی توبہ کر کے مشرف باسلام ہو جاوے۔ بذرایع معتبر سنتے ہین کہ اندرمن مرادابادی نے لاہور آکر لکھا تھا کہ نشانی آسمانی مین دیکھنا چاہتا ہون آپ

چوبیس سو روپیہ بطور بیعانہ لاہور مین داخل کردین تاکہ اگر مجکو نہ دکھا سکو تو مین وہ روپیہ لے لون چنانچہ اوسکی اس شرط پر چوبیس سو روپیہ بنک گھر لاہور مین بھیجا گیا جسکے پونہنچنے پر وہ فرار ہوگیا پھر اُسکو بہا تنک لکھا کہ اگر چالیس دن بھی تو میرے پاس رہے تو مین خدا تعالی کے حکم سے تجھکو موافق تیری استدعا کے آسمانی نشانی دکھا سکتا ہون لیکن اسلام قبول کرنے پر طیار رہ مگر وہ روپوش ہوگیا۔ ساتوان وصف اوسکا یہ ہی کہ شحنا اور تباغض اور تحاسد اوسکے سبب سے جاتا رہیگا اس صفت کا شروع بھی ہو چلا ہی جو لوگ اس مسیح وقت سے حُسن ارادت رکھتے ہین اُنمین یہ صفات ذمیمہ نہین پائی جاتین۔ جیسا جیسا لوگ اوسنے ارادت پیدا کرتے جاوینگے ویسے ویسے یہ صفات ذمیمہ دور ہوتی جاوینگی شرائط عشرہ تکمیل تبلیغ کو دیکھو آٹھوین علامت اوسکی یہ ہی کہ وہ ایسے زمانے مین آویگا جو تمام ابواب شرور و فتن سے انتہائی نقطہ ارتفاع پر پونہچے ہوئے ہونگے اسی واسطے تمام محدثین باب نزول عیسٰی کو کتاب الفتن کے آخر مین لائے ہین جسوقت کہ مین یہ مقام لکھ رہا تھا رسائل فتح اسلام اور توضیح مرام حضرت مجدد الوقت کے یہان سے بتاریخ بست و پنجم شعبان ۱۳۰۸ہجری بذریعہ ڈاک میرے پاس پونہچے اگرچہ سابق مین بنظر سرسری مینے اونکو دیکھا تھا مگر مضامین اونکے یاد نہین رہے تھے اس آٹھوین صفت کی تصدیق رسالہ فتح مین پائی گئی لہٰذا اوسکی عبارت بعینہ بنا بر تبرک آخر اس حصے مین درج کرتا ہون و ہو ہذا۔ یہ زمانہ جسمین ہم ہین یہ ایک ایسا زمانہ ہی کہ ظاہر پرستی اور روح اور حقیقت سے دوری اور دیانت اور امانت سے محرومی اور سچائی اور اخلاقی پاکیزگی سے مہجوری اور لالچ اور بخل اور حب دنیا سے معموری اس

زمانے مین عام طور پر ایسی ہی پھیل گئی ہی کہ جیسے حضرت مسیح ابن مریمؑ کے ظہور
کے وقت یہودیون مین پھیلی ہوئی تھی پس جیسے یہودی لوگ اُس زمانے مین
بکلی حقیقی نیکی سے بیخبر ہوگئے تھے صرف رسوم اور عادات کو نیکی سمجھتے تھے اور
علاوہ اسکے دیانت و امانت اور اندرونی صفائی اور عدالت اونمین سے بالکل اُٹھ
گئی تھی سچی ہمدردی اور سچے رحم کا نام ونشان نہین رہا تھا اور انواع اقسام
کی مخلوق پرستی نے معبود حقیقی کی جگہ لے لی تھی ایسا ہی اس زمانے مین تمام
بلائین ظہور مین آگئی ہین حلال چیزون کو شکر اور شکورانہ فروتنی کے ساتھ
استعمال نہین کیا جاتا حرام کے ارتکاب سے کوئی کراہت اور نفرت باقی نہین رہی
خدا تعالی کے بزرگ حکم تاویلون کے ساتھ ٹال دیے جاتے ہین ہمارے اکثر
علما بھی اوسوقت کے فقیہون اور فریسیون سے کم نہین مچھر چھانتے اور اونٹ
کو نگل جاتے ہین آسمان کی بادشاہت لوگون کے آگے بند کرتے ہین نہ تو آپ
اوسمین جاتے ہین اور نہ جانے والون کو جانے دیتے ہین۔ لمبی چوڑی نمازین
پڑھتے ہین مگر دل مین اوس معبود حقیقی کی محبت و عظمت نہین منبرون پر بیٹھکر
بڑا رقت آمیز وعظ کہتے ہین مگر اونکے اندرونی کام اور ہی ہین۔ عجیب ہین
اونکی آنکھین کہ باوجود اونکے دلون کی سرکشی اور مفسدانہ ارادون کے رونیکا بہت
ملکہ رکھتی ہین اور عجیب ہین اونکی زبانین کہ باوجود سخت بیگانہ ہونے دلون کے
آشنائی کا دم بھرتی ہین اسیطرح یہودیت کی خصلتین ہر طرف پھیلی ہوئی نظر آتی
ہین تقوی اور خدا ترسی مین بڑا فرق آگیا ہی ایمانی کمزوری نے الٰہی محبت کو ٹھنڈا
کردیا ہی دنیا کی محبت مین لوگ دبے جاتے ہین۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا کیونکہ

حضرت عالی سیدنا و مولانا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بطور پیشین گوئی فرما چکے ہین کہ
اس امت پر ایک زمانہ آنے والا ہی جسمین وہ یہودیون سے تحت درجہ کی مشابہت
پیدا کر لینگے اور وہ سارے کام کر دکھائینگے جو یہودی کر چکے ہین یہانتک کہ اگر یہودی
جو ہے کے سوراخ مین داخل ہوے ہین تو وہ بھی داخل ہونگے تب فارس کی
اصل مین سے ایک ایمان کا تعلیم دینے والا پیدا ہوگا اگر ایمان ثریا مین معلق
ہوتا تو وہ اوسے اوس جگہ سے بھی پالیتا یہ پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہی جسکی حقیقت الہام الٰہی نے اس عاجز پر کھولدی اور تصریح سے اوسکی کیفیت
ظاہر کردی اور مجھے خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے کھولدیا کہ حضرت مسیح
ابن مریم بھی درحقیقت ایک ایمان کا تعلیم دینے والا تھا جو حضرت موسیٰ سے چودہ
سو برس بعد پیدا ہوا اوس زمانے مین جبکہ یہودیون کی ایمانی حالت نہایت کمزور
ہوگئی تھی اور وہ بوجہ کمزوری ایمان کے اون تمام خرابیون مین پھنس گئے تھے
جو درحقیقت بے ایمانی کی شاخین ہین پس جبکہ اس امت کو بھی اپنے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعثت کے عہد پر چودہ سو برس کے قریب مدت گذری تو وہی آفات
انمین بھی بکثرت پیدا ہو گئین جو یہودیون مین پیدا ہوئی تھین تا وہ پیشین گوئی
پوری ہو جو انکے حق مین کی گئی تھی پس خدا تعالیٰ نے انکے لیے بھی ایک ایمان
کا تعلیم دینے والا مثیل مسیح اپنی قدرت کاملہ سے بھیجدیا مسیح جو آنے والا تھا یہی
ہی چاہو تو قبول کرو جس کسی کے کان سننے کے ہون سنے یہ خدا تعالیٰ کا کام ہی
اور لوگون کی نظر مین عجیب اور اگر کوئی اس امر کی تکذیب کرے تو پہلے رہنماؤں
کی بھی تکذیب ہو چکی ہے اذا انتھی شئی عن حد... الذی سیے

لا اسماعیل کہ نواں نشان اوسکا یہ ہی کہ کوئی مخالف اوسکے مقابلے مین ٹھہر نہین سکتا ہر چند کہ اشتہار دیئے جاتے ہین کہ اگر تمکو شک ہو تو مقابلے کے لیے آؤ لیکن کوئی مخالف مقابلے پر نہین آتا اور اوسکے مقابلے سے ہر مخالف پر موت سی آجاتی ہی صدق رسولہ الکریم فلا یحل لکافر یجد من ریح نفسہ الا مات و نفسہ ینتہی حیث ینتہی طرفہ رواہ مسلم وشوہد من علامات مابہ الامتیاز اصیل مسیح اور اس مثیل مسیح مین یہ ہی کہ اصیل مسیح نے نکاح نہین کیا تھا اور نہ اوسکی کوئی اولاد ہوئی اور مثیل مسیح نکاح بھی کریگا اور پیدا کیجاویگی اوسکے لیے اولاد۔ یہ نشان بھی اسمین بخوبی موجود ہی کہ متعدد نکاح کیے اور اولاد بھی ہوئی بلکہ بعض اپنی اولاد کا اوسنے اشتہار الہامی دیا ہی کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونیوالا ہی جو مدت حمل سے تجاوز نہین کر سکتا۔ اس اشتہار کی بحث مخالفین کی طرف سے ابتک ہو رہی ہی اس الہام کی نسبت اونکو اسقدر اصرار ہی کہ اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہجاویگا تو خدا عزوجل اوس دن کو ختم نہین کریگا جبتک اپنے پاک وعدے کو پورا نکرلے۔ ایہا الناس ان نشانات اور آیات مین غور کرو اور ہٹ دھرمی انکار و تکذیب کے درپے مت ہو اور مین آجکی تاریخ بست و ششم شعبان سنہ ۱۳۱۰ ہجری ہی کو واسطے تصدیق مخبر صادق یعنی خاتم النبیین کے آواز بلند بغیر بزدلی اور جبن کے اوسکی تصدیق کرتا ہون اور بخدمت مکذبین کے بصد عجز و نیاز عرض کرتا ہون کہ ایسا نہو کہ انجام کار اونکو ندامت حاصل ہو فرمایا اللہ تعالے نے هل ینظرون الا تاویلہ یوم یاتی تاویلہ یقول الذین نسوہ من قبل قد جاءت رسل ربنا بالحق فهل لنا من شفعاء فیشفعوا لنا او نرد فنعمل غیر الذی کنا

نَعمَلُ فَلَا حَسرَۃَ وَاللّٰہُ شَھِیْدٌ وَصَلَّ عَنھُم مَّا کَانُوا یَفتَرُونَ اور مصدقین
کے واسطے کوئی حرج نہیں ہی فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَقَد جَاءَکُم بِالبَیِّنَاتِ
وَاِن یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیہِ کَذِبُہٗ وَاِن یَّکُ صَادِقًا یُّصِبکُم بَعضُ الَّذِی یَعِدُکُم
اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھدِی مَن ھُوَ مُسرِفٌ کَذَّابٌ وَاللّٰہُ اَعلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَیہِ المَرجِعُ وَالمَاٰبُ

الفــــــقــــــیر

محمد حسن امروہوی نزیل بھوپال صانہا اللہ عن الشرو الزوال

محمد رحمت اللہ رعد کے نامی پریس کانپور مین چھپا